ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، پاکستان

ادارہ

مدیرِ اعلیٰ: صاحبزادہ وجاہت رسول قادری
مدیر: پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری
نائب مدیر: اقبال احمد اختر القادری

مشاورت
* علامہ تراب الحق قادری
* الحاج شفیع محمد قادری
* علامہ ڈاکٹر حافظ عبد الباری
* منظور حسین جیلانی
* حاجی عبد اللطیف قادری
* ریاست رسول قادری
* حاجی حنیف رضوی

کمپوزنگ: ذیشان احمد قادری
اشتہارات: سید محمد خالد قادری
سرکولیشن: فرحان الدین قادری

* قیمت فی شمارہ ـــــ ۱۰ روپیہ
* سالانہ ـــــ ۱۲۰ روپیہ
* بیرون ممالک ـــــ ۱۰ ڈالر سالانہ

مشمولات

رابطہ :- ۲۵، جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی۔74400، پوسٹ بکس نمبر 489
فون :- 7771219-7725150-021، اسلامی جمہوریہ پاکستان(E.mail:marifraza@hotmail.Com)

(پبلشر، مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی-آئی-چندریگر روڈ کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی سے شائع کیا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اپنی بات

سید وجاہت رسول قادری

"تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور امام احمد رضا"

قرآن مجید اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں امت کا اجماعی اور اتفاقی مسئلہ رہا ہے کہ سرور عالم ﷺ کے بعد مدعی نبوت کا دعویٰ کرنا تو الگ رہا، آپ ﷺ کے بعد نبوت کی تمنا کرنا بھی کفر ہے۔ (بحوالہ اعلام بقواطع الاسلام، اما حلیمی)

علماء اہل سنت نے، جنہوں نے ہر دور میں اعلاء کلمۃ الحق کا فریضہ انجام دیا ہے، تاریخ کے ہر موڑ پر اسلام کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے ختم نبوت کے منکرین کا سخت رد کر کے ان کے سر اٹھانے سے پہلے ہی انہیں کچل دیا۔

دور جدید میں فتنہ قادیانیت یا مرزائیت مسلمانان عالم کے خلاف ایک بہت ہی گھناؤنی سازش ہے جو جسد ملت اسلامیہ کے لئے ایک کینسر سے کم نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس فتنہ کی سرکوبی کیلئے بھی علماء و مشائخ اہل سنت کا کردار شروع سے ہی بہت عالیشان رہا۔ لیکن رد قادیانیت کے حوالے سے دو شخصیات کی تصانیف نے سب سے پہلے شہرت پائی۔

(1) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ
(2) حضرت پیر طریقت سید مہر علی شاہ صاحب گولڑوی علیہ الرحمۃ

بر صغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا فاضل بریلوی کا وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ سید عالم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے انکار کا فتنہ ہندوستان میں پہلی بار اس وقت منظر عام پر آیا جب مولوی احسن نانا توی (م ۱۳۱۲ھ / ۱۸۹۴ء) نے قیام بریلی کے دوران (۱۸۵۱ء تا ۱۸۶۰ء) حدیث "اثر ابن عباس" کی بنیاد پر اپنے عقیدہ کا واضح اعلان کیا کہ رسول ﷺ کے علاوہ بھی ہر طبقہ زمین میں ایک ایک "خاتم النبیین" موجود ہے۔

امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ مولانا نقی علی خاں علیہ الرحمۃ (م ۱۲۹۷ھ / ۱۸۸۰ء) نے مولوی احسن نانا توی کی سخت گرفت کی اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اہل سنت قرار دیا۔ ان کی حمایت میں علماء بریلی، بدایوں اور رامپور نے بھی فتوے دیئے جس میں مولوی نانا توی کے مسلم الثبوت عالم مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی بھی شامل تھے جبکہ مولوی احسن نانا توی کی حمایت میں ان کے عزیز مولوی قاسم نانا توی صاحب نے ایک کتاب "تحذیر الناس" تحریر کی اور وہ اپنے عزیز کی حمایت میں اس قدر بڑھ گئے کہ انہوں نے یہاں تک لکھ دیا کہ: "سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں"

دوسری جگہ مزید تحریر کیا: "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ

فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے"۔
آئے گا چہ جائے کہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا میں ملت اسلامیان ہند میں دو دھڑے پیدا کر دئے اور ایک
یہی وہ دل آزار تشریح ہے جس نے انیسویں صدی کی آخری دھائی
مرزا غلام قادیانی کذاب کی جھوٹی نبوت کے دعویٰ کے
نئے فرقہ "دیوبندی، وھابی" کو جنم دیا آگے چل کر "تحذیر الناس" کی اسی عبارت نے
لئے مضبوط بنیاد فراہم کی جس کو آج تک قادیانی بطور دلیل پیش کرتے چلے آرہے ہیں۔ حتیٰ کہ ٧ ستمبر ١٩٧٤ء کو جب پاکستان کی قومی
اسمبلی میں قادیانیون کو غیر مسلم قرار دینے کیلئے دلائل دیئے جارہے تھے تو قادیانیوں کے نمائندہ مرزا ناصر نے اپنے مسلمان ہونے کے
دفاع میں مولوی قاسم نانا توی کی ان عبارات کو بطور دلیل پیش کیا جس کا جواب جناب مفتی محمود سمیت اسمبلی میں موجود کسی دیوبندی
سے نہ بن پڑا البتہ مولانا شاہ احمد نورانی اور علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری نے گرجدار آواز میں کہا کہ "ہم اس عبارت کے لکھنے والے اور اس
کے قائل دونوں کو ایسا ہی کافر سمجھتے ہیں جیسا قادیانیوں کو اور اس سلسلے میں امام احمد رضا کا مرتبہ اور حرمین شریفین کا تصدیق شدہ فتویٰ
"حسام الحرمین" اسمبلی میں پیش کیا جاچکا ہے"۔ دراصل مرزا غلام قادیانی کی تردید و تکفیر کے ساتھ ساتھ اس عبارت کی تائید و حمایت
وہی شخص کر سکتا ہے جو عین نصف النہار کے وقت آفتاب کے وجود کے انکار کی جرأت کر سکتا ہو یا پھر اس کی ذہنی کیفیت صحیح نہ ہو۔
برصغیر پاک و ہند کے علمائے ربانین میں حضرت امام احمد رضا وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ١٣٢٤ھ ١٩٠٥ء حرمین شریفین
کے تقریباً ٣٥ مشاہیر فقہا اور علماء سے مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کی بنیاد فراہم کرنے والے مولوی قاسم نانا توی اور ان کے دیگر
ہم عقیدہ علماء کے بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت پناہی میں گستاخانہ عبارات کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے
جانے کا واضح فتویٰ حاصل کیا جسے عرب و عجم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ فتویٰ "حسام الحرمین علی منحر الکفر و
المین" کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے۔ آگے چل کر حرمین طیبین کا یہی فتویٰ عالمی سطح پر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے غیر
مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔
امام احمد رضا محدث بریلوی نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کے رد و ابطال میں متعدد فتاویٰ کے علاوہ جو مستقل
رسائل تصنیف کئے ہیں ان کے نام یہ ہیں۔

(١) "**جزاء الله عدوه باباۂ ختم النبوة**"۔ یہ رسالہ ١٣١٧ھ میں تصنیف ہوا۔

(٢) "**السوء والعقاب على المسيح الكذاب**" یہ رسالہ (١٣٢٠ھ) میں تصنیف ہوا۔

(٣) "**قهر الديان على مرتد بقاديان**" یہ رسالہ (١٣٢٣ھ) میں تصنیف ہوا۔

(٤) "**المبين ختم النبيين**" یہ رسالہ (١٣٢٦ھ) میں تصنیف ہوا۔

(٥) "**الجراز الديانى على المرتد القاديانى**" یہ رسالہ (١٣٤٠ھ) میں تصنیف ہوا۔

(٦) "**المعتقد المنتقد**" مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی کی کتاب "المعتمد المستند" پر قلم برداشتہ عربی حاشیہ ہے جس
میں اپنے دور کے نو پید افرقوں کا ذکر کرتے ہوئے قادیانیوں کا بھی ذکر کیا ہے اور انہیں دجال و کذاب کہا ہے۔
امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان کی مسند افتاء سے ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رد میں شائع ہوا وہ ان

کے صاحبزادہ اکبر حجۃ الاسلام مولانا مفتی حامد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ نے ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۶ء "الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی" کے نام سے تحریر کیا تھا، جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کذاب کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے رد و ابطال میں امام احمد رضا کس قدر سرگرم، مستعد، متحرک اور فعال تھے۔ وہ اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے در پے تھے، جب کہ ان دنوں ان کے بعض ہم عصر جید مخالفین علماء مرزا غلام قادیانی کی جعلی اسلام پرستی اور جذبۂ تبلیغ اسلام سے نہ صرف متاثر نظر آرہے تھے بلکہ بعض تو اس سے اپنی عقیدت و محبت کا کھلم کھلا اظہار بھی کر رہے تھے اس سلسلے میں مشہور مصنف اور ندوۃ العلماء (لکھنؤ، ھند) کے مہتمم مولوی ابو الحسن علی ندوی کا بیان ایک تاریخی اہمیت رکھتا ہے۔ ندوی صاحب اپنے مرشد شیخ عبد القادر رائے پوری صاحب کی سوانح حیات میں مرزا غلام قادیانی کے ساتھ ان کے تعلق خاطر کا اہم واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ مرزا غلام قادیانی کے اس الہام سے بہت متاثر تھے کہ خدا نے اس کو مستعجاب الدعوات قرار دیا ہے، لہٰذا وہ ان کے مرشد مرزا قادیانی کو اپنی ھدایت اور شرح صدر کی دعا کیلئے برابر خط لکھا کرتے تھے اور وہاں سے جواب بھی آتا تھا۔ ایک مرتبہ مولانا احمد رضا خاں نے قادیانی کا رد لکھنے کیلئے کتابیں منگوائیں تو شیخ عبد القادر رائے پوری نے بھی وہ مطالعہ کیں جس سے ان کے قلب پر اتنا اثر ہوا کہ وہ اسے سچا سمجھنے لگے۔ (ملخصاً)

ندوی صاحب نے بات یہیں ختم کر دی اور یہ نہیں بتایا کہ ان کے پیرو مرشد کی ہدایت کا سبب بھی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا کے وہ فتاویٰ اور تصانیف تھیں جو انہوں نے قادیانیت اور منکرین ختم نبوت کے رد میں تحریر فرمائیں۔ فاضل محقق سید صابر حسین شاہ بخاری نے اپنی تصنیف "قائد اعظم کا مسلک" میں ایک حیرت انگیز انکشاف کیا ہے کہ دیوبندی حکیم مولوی اشرفعلی تھانوی نے مرزا غلام قادیانی کی چار تصانیف "آریہ دھرم" (۱۸۹۵ء) "اسلام کی فلاسفی" (۱۸۹۶ء) "کشتی نوح" (۱۹۰۲ء) اور "نسیم دعوت" (۱۹۰۵ء) کے مجموعے کو "المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ" کے عنوان سے ۱۳۳۴ھ / ۱۹۱۶ء میں خود اپنے نام سے شائع کیا۔ اگر مولوی اشرفعلی تھانوی، مرزا قادیانی کو کافر یا جھوٹا سمجھتے تو اسلام کی حقانیت کی دلیل کے طور پر اس کی تحریر اپنے نام سے ہرگز شائع نہ کرتے۔ ادھر جس وقت تھانوی صاحب غلام قادیانی کی چربہ کتب اپنے نام سے شائع کرانے کا اہتمام فرما رہے تھے، امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ اور ان کے صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان علیہ الرحمۃ، مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر وارتداد کا فتویٰ صادر کر چکے تھے۔ امام احمد رضا کی تقریباً ۵ / کتب اور ان کا مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" اور حجۃ الاسلام کی کتاب الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی (۱۳۱۷ھ) شائع ہو چکی تھیں۔

الغرض کہ اس فتنہ کے رد میں امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آبادی دیوبندی مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی تالیف "تاریخ محاسبۂ قادیانیت" میں رد مرزائیت پر امام احمد رضا کا فتویٰ بڑے اہتمام سے شائع کیا ہے اور امام صاحب کی فقہی دانش و بصیرت کو شاندار خراج تحسین پیش کیا ہے۔ اور اپنے تاثرات میں لکھا کہ "آپ کے یہ فتاویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان

جتنا بھی ناز کریں کم ہے"۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو قانون ساز اسمبلی میں قرار داد مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علمائے متفقہ طور پر ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی دستور کیلئے بنیادی اصول تیار کئے جس میں صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۹۴۸ء) کے اسلامی دستور کی اہم شقوں کو بھی شامل کیا گیا۔ ۵۲-۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت نے ایک منظم مذہبی اور سیاسی قوت اختیار کرلی جس میں علماء اہل سنت نے ہراول دستہ کا کام کیا۔ اس تحریک میں اگرچہ احراری، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ علماء بھی شریک ہوئے لیکن اس میں اکثریت علماء اہل سنت کی تھی۔ پیر صاحب گولڑہ شریف غلام محی الدین صاحب بنفس نفیس جلسوں میں رونق افروز ہوتے پھر "مجلس عمل تحریک ختم نبوت" بنی جس کی قیادت خلیفۂ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجاہد ملت حضرت علامہ مولانا ابو الحسنات رحمۃ اللہ علیہ کر رہے تھے۔ کراچی میں مولانا عبد الحامد بدایونی علیہ الرحمۃ نے فعال کردار ادا کیا۔ اس تحریک کے دوران ہزاروں آدمی شہید ہوئے جن میں اکثریت عوام اہل سنت کی تھی پنجاب کراچی اور سندھ سے جو سینکڑوں علماء و مشائخ گرفتار ہوئے اور قید و بند کی سزا پائی ان میں بھی اکثریت علماء و مشائخ اہل سنت کی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں اور برکتیں ہوں ان تمام علماء حق پر جنہوں نے سنت صدیقی پر عمل پیرا ہو کر منکرین ختم نبوت کے خلاف قلمی اور عملی جہاد کیا، جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور جنہوں نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ و علماء ملتہ اجمعین وبارک وسلم

سردار محمد ابراهیم خان

صدر آزاد حکومت جموں وکشمیر

امام احمد رضا محدث بریلوی کا شمار ان عظیم شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے بر صغیر میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں تاریخی کردار ادا کیا۔ انہوں نے ایک ایسے دور میں آنکھ کھولی جب بر صغیر میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور مسلم معاشرہ تباہ و برباد ہو چکا تھا۔ ان حالات میں وہ ناموس رسالت کے تحفظ کیلئے میدان کارزار میں اترے اور اپنی تصانیف کے ذریعے اسلامی تعلیمات کی تبلیغ واشاعت کا اہتمام کیا جو کہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

آج کے حالات ہم سے یہ بھرپور تقاضا کرتے ہیں کہ ہم اپنی ان برگزیدہ شخصیات کی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے ملک عظیم پاکستان کے استحکام، ملت اسلامیہ کے اتحاد اور ریاست جموں وکشمیر کی آزادی کیلئے ہر طرح کے فروعی اور گروہی اختلافات کو بھلا کر کام کریں اور اسلام دشمن قوتوں کے ناپاک عزائم کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خاتمہ کر دیں۔ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا عالم اسلام کے اس عظیم مذہبی رہنما امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پیغام کو اجاگر کرنے کیلئے جو خدمات سرانجام دے رہا ہے وہ میرے لئے انتہائی باعث مسرت واطمینان بخش ہیں۔ (مدیر اعلیٰ کے نام خط)

افاضاتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

"شبِ معراج میں دیدارِ الٰہی"

تسہیل وترتیب: اقبال احمد اختر القادری

حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب کائنات سے بلا واسطہ ہم کلامی کا شرف نصیب ہوا۔

(۱) وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰی لِمِیْقَاتِنَا وَکَلَّمَهٗ رَبُّهٗ (سورۃ الاعراف ۱۴۳)

"اور جب موسیٰ ہمارے وعدہ پر حاضر ہوا
اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا"

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام ربانی کی لذت نے اس کے دیدار کا آرزومند کیا تو عرض کیا، اے اللہ مجھے اپنا دیدار عطا فرما۔

(۲) قَالَ رَبِّ اَرِنِیْۤ اَنْظُرْ اِلَیْکَ (سورۃ الاعراف ۱۴۳)

"عرض کی، اے میرے رب مجھے اپنا
دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں"۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ میرا دیدار نہیں کرسکتے۔

(۳) قَالَ لَنْ تَرٰنِیْ۔ (سورۃ الاعراف ۱۴۳)

"فرمایا تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اصرار کیا تو فرمایا--- میں اس پہاڑ پر اپنی تجلی کا اظہار کرتا ہو، اگر آپ اسے برداشت کرسکیں تو پھر دیدار کا مطالبہ کرنا۔

(۴) وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَکَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰنِیْ۔ (سورۃ الاعراف ۱۴۳)

"ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا"

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی کا اظہار فرمایا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا--- حضرت موسیٰ علیہ السلام تاب نہ لاکر بے ہوش ہوگئے--- جب ہوش آیا تو عرض کیا اے اللہ تو بلند ہے، تیری ذات بلند تر ہے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۵) فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَکًّا وَّخَرَّ مُوْسٰی صَعِقًا ۚ فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَکَ تُبْتُ اِلَیْکَ۔ (سورۃ الاعراف ۱۴۳)

"پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش، پھر جب ہوش ہوا، بولا پاکی ہے تجھے میں تیری طرف رجوع لایا"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی بشر رب کائنات کو دنیا میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا، مگر یہ نہیں کہ دیکھنا ممکن نہیں۔ دیدار الٰہی ممکن ہے اگرچہ دنیا میں نہ ہو کیوں کہ صحیح حدیثوں میں ہے کہ روز قیامت موءمنین اپنے رب عزوجل کے دیدار سے فیض یاب کئے جائیں گے۔ علاوہ

بریں یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام عارف باللہ ہیں۔ اگر دیدار الٰہی ممکن نہ ہو تا آپ ہر گز سوال نہ فرماتے۔

چنانچہ رب کائنات عزوجل نے اپنے حبیب رحمت عالم ﷺ کو معراج کی شب دعوت ملاقات دی--- سرور عالم ﷺ معراج پر تشریف لے گئے--- اللہ تعالیٰ عزوجل نے عرش، جنت اور لامکاں کی بلندیوں پر عروج کے علاوہ اپنے دیدار پر انوار سے بھی نوازا، جو آپ ہی کا خاص حصہ ہے۔

(۶) سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا (سورۃ بنی اسرائیل، ۱)

''پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا''

(۷) وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی (سورۃ النجم، ۱)

''اس پیارے چمکتے تارے محمد کی قسم جب یہ معراج سے اترے''

(۸) وَھُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی (سورۃ النجم، ۷)

''اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا''۔

قصر دنیٰ تک کسی کی رسائی
آتے یہ ہیں جاتے یہ ہیں

(۹) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۙ فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی (سورۃ النجم، ۸،۹)

''پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا، پھر خوب اتر آیا، تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو ہاتھ کا فاصلہ رہا بلکہ اس سے بھی کم''

(۱۰) وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی (سورۃ النجم، ۱۳)

''اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا''

(۱)--- حضرت امام احمد اپنی مسند میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ ﷺ رء ایت ربی عزوجل

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا''

اس حدیث شریف سے متعلق امام جلال الدین سیوطی ''خصائص الکبریٰ'' اور علامہ عبدالرؤف مناوی ''یتسیر شرح جامع صغیر'' میں فرماتے ہیں یہ حدیث بسند صحیح ہے۔

(۲)--- ابن عساکر حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں۔

لان اللّٰہ اعطی موسیٰ الکلام واعطانی الرویۃ لوجہ وفضّلنی بالمقام المحمود والمومن الموردو

''بے شک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا، مجھ کو شفاعتِ کبریٰ اور حوض کوثر سے فضیلت بخشی''

(۳)--- ابن عساکر ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لی ربی لخلت ابراھیم خلتی وکلمت موسی تکلیما واعطینک یا محمد کفا حا۔

''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا، میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محبوب مواجہ بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا'' (ﷺ)

(۴)--- ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی:

سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم وھو یصف سدرۃ المنتھیٰ (وذکر الحدیث الیٰ ان قالت) فقلت یا

رسول اللّٰہ مارأ یت عندھا قال رأیت عندھا یعنی ربہ۔

"رسول اللہ ﷺ سدرۃ المنتہیٰ کا وصف بیان فرمارہے تھے، میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ، حضور نے اس کے پاس کیا ملاحظہ فرمایا! فرمایا، مجھے اس کے پاس دیدار ہوا"

(۱)---ترمذی شریف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے :

امانحن بنو ھاشم فنقول ان محمد ارای ربہ مرّتین

"ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ ﷺ تو کہتے ہیں کہ بے شک محمد ﷺ نے اپنے رب کو دوبار[۲] دیکھا"۔

(۲)---ابن اسحاق عبداللہ بن ابی سلمہ سے راوی :

ان ابن عمر ارسل الیٰ ابن عباس یسالہ ھل رای محمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ فقال نعم۔

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دریافت کرایا کہ کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا، انہوں نے جواب دیاہاں"۔

(۳)--جامع ترمذی و معجم طبرانی میں عسکرمہ سے مروی ہے :

واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربہ قال عکرمتہ فقلت لہ نظر محمد الی ربہ قال نعم جعل الکلام لموسیٰ والخلۃ لابراھیم والنظر لمحمد صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم (زاد الترمذی) فقدرای ربہ مرّتین۔

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا، محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا، عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں میں نے ان سے عرض کی کیا محمد ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا، فرمایا ہاں اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کے لئے کلام رکھا اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے اپنی دوستی اور محمد ﷺ کے لئے دیدار اور بے شک محمد ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔

امام ترمذی فرماتے ہیں۔یہ حدیث حسن ہے۔

(۴)--امام نسائی اور امام ابن خزیمہ و حاکم و بیہقی کی روایت ہے

واللفظ للبیہقی انعجبون انتکون الخلتہ لابراھیم والکلام لموسیٰ والرویۃ لمحمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

"کیا ابراہیم علیہ السلام کے لئے دوستی اور موسیٰ علیہ السلام کے لئے کلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ حیرت ہے"۔

حاکم نے کہا یہ حدیث صحیح ہے امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایااس کی سند جید ہے۔طبرانی معجم اوسط میں راوی ہے۔

(۵)---عن عبداللہ بن عباس انہ کان یقول ان محمدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ مرّتین بیصرۃ ومرۃ بغوادہ۔

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے، بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دوبار اپنے رب کو دیکھا، ایک بار اس آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے"

امام سیوطی وامام قسطلانی وعلامہ شامی وعلامہ زرقانی فرماتے ہیں:

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

(۴)---امام الائمہ ابن خزیمہ وامام بزار۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے راوی ہیں:

ان محمد اصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربہ عزوجل

"بے شک محمد ﷺ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا"

امام احمد قسطلانی وعبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں اس کی سند قوی ہے۔ محمد اسحاق کی حدیث میں ہے:

(۷)--- ان مروان سال اباھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ھل رای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ربہ فقال نعم۔

"مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سے پوچھا کیا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا، فرمایا، ہاں"۔

☆☆☆

اخبار التابعین---مصنف عبدالرزاق میں ہے:

(۱)---عن معمر عن الحسن البصری انہ کان یحلف باللہ لقدرای محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

"امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے، بے شک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا"۔

(۲)---امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر، جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کے نواسے ہیں، سے روایت کرتے ہیں کہ وہ نبی کریم ﷺ کو شب معراج میں دیدار الٰہی ہونا مانتے ہیں اور اس کا انکار ان پر سخت گراں گزرتا۔

(۳)---یونہی کعب احبار عالم کتب سابقہ و امام ابن شہاب زہری قریشی و امام مجاہد مخزومی مکی و امام عکرمہ بن عبداللہ مدنی ہاشمی و امام عطا بن رباح قریشی مکی، استاد امام ابو حنیفہ و امام مسلم بن صبیح ابوالضحیٰ کوفی وغیرہم جمیع تلامذۂ عالم قرآن جرالامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں۔

(۴)---اخرج ابن خزیمہ عن عروۃ بن الزبیر اثباتھا وبہ قال سائرا صحاب ابن عباس وجزم بہ کعب الاحباروالزھری

"ابن خزیمہ نے حضرت عروۃ بن زبیر سے اس کے اثبات کی تخریج کی اور ایسا ہی قول حضرت ابن عباس کے ساتھیوں (شاگردوں) کا ہے اور حضرت کعب الاحبار اور زہری نے اس قول پر اعتماد کیا"۔

(۵)---اقوال من بعد ھم من ائمۃ الدین امام خلال کتاب السنہ میں اسحاق بن مروزی سے راوی ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ رویت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل میں فرماتے۔

قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی

"نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا"

(۶)---نقاش اپنی تفسیر میں اس امام سند الانام رحمۃ اللہ تعالیٰ سے راوی:

انه قال اقول بحديث ابن عباس بعينه رای ربه راٰہ راٰہ حتى انقطع نفسه۔

"انہوں نے فرمایا کہ میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں، نبی کریم ﷺ نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا، دیکھا، دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(۷)---امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں---امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر حتمی فیصلہ دیا اور تائید کی۔

(۸)---یہی امام اہل سنت امام ابو الحسن اشعری اور ان کے غالب پیرووں کا مذہب ہے۔ علامہ شہاب خفاجی، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں کہ اکثریت اس مذہب کی قائل ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے معراج کی شب اپنے رب کو بیداری کے عالم میں بچشم سر ملاحظہ فرمایا جیسا کہ جمہور صحابہ کرام کا یہی مذہب ہے۔

(۹)--- امام نووی شرح صحیح مسلم میں پھر علامہ محمد بن عبد الباقی شرح مواہب میں فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کرام کے نزدیک راجح یہی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ رحمت عالم ﷺ نے معراج کی شب اپنے رب عزوجل کو انہیں آنکھوں سے دیکھا۔

☆☆☆

اس موضوع پر اگر ائمہ متاخرین کے الگ الگ اقوال نقل کئے جائیں تو ایک طویل دفتر درکار ہے کہ وہ حد شمار سے خارج ہیں---المختصر یہ کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے معراج کی شب بیداری کے عالم میں اپنے سر کی آنکھوں سے اپنے رب، اللہ تعالیٰ عزوجل کا دیدار فرمایا، نہ صرف یہ کہ ایک مرتبہ بلکہ دو مرتبہ، جیسا کہ رب کائنات خود ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى

"اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبارہ دیکھا"۔ (سورۃ النجم، ۱۳)

ماخوذ: (منبہ المنیہ بوصول الحبیب الی العرش والرؤیہ)

(واللہ تعالیٰ اعلم)

امام احمد رضا پر ڈاکٹریٹ Ph.d

☆ مولانا غلام غوث قادری "امام احمد رضا کی انشاء پردازی (ایک تفصیلی مطالعہ)" کے عنوان سے **Ph.d** کا مقالہ تیار کر رہے ہیں، ان کا مقالہ درج ذیل ابواب پر مشتمل ہے:

(۱) امام احمد رضا ایک تفصیلی سوانحی خاکہ (۲) امام احمد رضا کی فکری اور دینی جہات (۳) اردو نثر نگاری کا ارتقاء ۱۸۵۷ء تا حال (۴) اردو کے چند نامور انشاء پرداز (۵) امام احمد رضا کی انشاء پردازی (کنز الایمان کے آئینہ میں، فتاویٰ کے آئینہ میں، مکتوبات کے آئینہ میں، ملفوظات کے آئینہ میں، دیگر تحریروں کے آئینہ میں) (۶) اردو کے اہم نامور انشاء پردازوں میں امام احمد رضا کا مقام۔

(رابطہ: الحبیب انٹرپرائز، ہاتھی خانہ روڈ، دورانڈہ، رانچی، بہار، انڈیا)
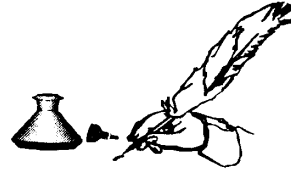
تحریر: ڈاکٹر صابر سنبھلی *

امام احمد رضا کی مکتوب نگاری

امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی نثر کا موضوع اول تا آخر دین اسلام رہا لیکن طویل مدت تک لکھنے اور بسیار نویسی کے باعث ان کی نثر کا اسلوب بھی ایک نہیں ہے۔ تحقیقی تحریروں کا اسلوب الگ ہے تو تنقیدی تحریروں کا الگ، فقہ کا الگ ہے تو عقائد کا الگ، منقولات سے کام لیتے ہیں تو انداز بیاں اور ہوتا ہے اور معقولات کا سہارا لیتے ہیں تو اور فلسفے اور منطق میں نثر کا جو انداز ہے سائنسی موضوعات میں اس سے ہٹ کر ہے۔ جہاں عقلیت کی کارفرمائی ہے وہاں تحریر کا رنگ دوسرا ہے اور جہاں جذبات عشق رسول الفاظ کا جامہ پہنتے ہیں وہاں کوئی اور لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک ان اسالیب کو متفق نہیں کیا جاسکا ہے اور یہ کام ایک مضمون میں ممکن بھی نہیں ہے اس کے لئے تو ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے اور اس کام کو ایک منصوبے کے تحت ہی انجام دیا جاسکتا ہے۔ شاید کوئی امام احمد رضا کی نثر کو پی-ایچ-ڈی-کی ڈگری کے لئے موضوع بنالے تو اس کام سے عہدہ برآ ہو سکے۔

مکتوب نگاری نثر کی ہی صنف ہے۔ کہا گیا ہے کہ مکاتیب سے شخصیت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ خطوط کا اسلوب ادبی تحریروں سے جداگانہ ہوتا ہے۔ اندازہ ہے کہ امام احمد رضا نے زندگی میں ہزاروں خطوط لکھے ہوں گے۔ لیکن ہم تک ابھی ان کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی پہنچا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کی خطوط نگاری کا علمی انداز میں جائزہ لیا جائے کیونکہ یہ بھی انکی نثر نگاری کا ہی حصہ ہیں۔

امام احمد رضا کے مکاتیب کی تلاش ہوئی تو سننے میں آیا کہ پاکستان میں ان کا کوئی بڑا مجموعہ شائع ہوا ہے۔ کوشش بسیار کے باوجود وہ بھارت میں دستیاب نہ ہو سکا۔ ان کے جو خطوط راقم السطور کے علم میں سب سے پہلے آئے وہ حضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور مولوی سید عرفان علی بیسل پوری مرحوم کے نام لکھے گئے تھے، جو حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول مرتبہ ملک العلماء مولانا ظفر الدین قادری بہاری کے آخر میں شامل ہیں۔ ان کی کل تعداد ۵۷ ہے جن میں سے ۴۳ ملک العلماء کے نام اور ۱۲ سید صاحب کے نام ہیں ایک خط مولانا لعل محمد خاں مدراسی کے نام اور ایک خط خلیفہ تاج الدین احمد صاحب کے نام ہے۔

اکرام امام احمد رضا مصنفہ مولانا مولوی محمد برہان الحق جبل پوری میں اردو کے ۲۰ مکاتیب شامل ہیں ان کو ملا کر تعداد ۷۸ ہو گئی۔ خواہش ہوئی کہ ایک سو خطوط دستیاب ہو جائیں تو کچھ لکھوں۔ حسن اتفاق کہ مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی، مرتبہ مولانا محمود احمد قادری دستیاب ہو گئی اس میں شامل کل مکاتیب کی تعداد ۱۰۹ ہے۔ دیکھ کر طبیعت خوش ہوئی لیکن جب مطالعہ کیا تو مایوسی ہوئی۔ اس مجموعے میں ۹ خط

* (ریڈر و صدر شعبۂ اردو ایم-ایچ-کالج مرادآبادی، انڈیا)

اکرام امام احمد رضا سے نقل کئے گئے ہیں۔ چراغ سے چراغ جلانا کوئی بری بات نہیں لیکن حیات اعلیٰ حضرت جلد اول سے ۶۵/ خطوط اس میں شامل کر لئے گئے ہیں انہیں نکال کر تعداد ۳۵/ رہ گئی ان ۳۵/ میں بھی ۵/ خطوط جو شیخ محمد مکی کے نام لکھے گئے ہیں عربی میں ہیں۔ اگر چہ ان کا ترجمہ بھی شامل مجموعہ ہے، لیکن معلوم نہیں ترجمہ کس نے کیا ہے اس لئے اردو مکتوب نگاری پر لکھتے ہوئے ان کو نظر انداز کرنا ہی مناسب سمجھا۔ ایک خط مولانا عبدالسلام صاحب کے نام بھی عربی میں ہے۔ ان کو نکال کر اردو مکاتیب کی تعداد کل ۲۹/ رہ گئی گویا جس کتاب میں ۱۰۹/ خطوط شامل ہیں اس سے صرف ۲۹/ خطوط کا فائدہ تصور ہے۔

مجموعۂ مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی کی صورت حال یہ ہے کہ اس میں صفحہ ۵۳/ تا صفحہ ۷۷/ حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول سے ۲۶/ خط نقل کئے گئے ہیں۔ مولانا صاحب نے بڑا کام یہ کیا ہے کہ جن خطوط پر حضرت ملک العلماء نے تاریخ کا اندراج نہیں کیا تھا انھوں نے ان کی رقیم کی تاریخیں بھی لکھ دی ہیں۔ پھر صفحہ ۱۰۳/ پر ایک خط بنام حاجی محمد لعل خان مدراسی اور صفحہ ۱۰۵-۱۰۴/ پر خط بنام خلیفہ تاج الدین احمد کو بھی حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول سے نقل کر دیا ہے اس طرح یہ تعداد ۲۸/ ہو گئی۔ اس کے بعد صفحہ ۱۵۷/ پر اضافات حضرت مولانا ظفر الدین قادری البہاری رحمت اللہ علیہ مولانا عرفان علی قدس سرہ کے نام مزید مکتوبات عنوان دے کر حیات اعلیٰ حضرت سے ۲۷/ خطوط کے عکس شامل کر دئے ہیں۔ اس طرح کچھ خطوط کی تکرار ہو گئی ہے۔ مندرجہ بالا سرنامے میں لفظ ''مزید'' کو ذہن میں رکھیئے اور خطوط کی تکرار کو دیکھئے تو یہی کہنے کو جی چاہتا ہے کہ مولانا نے خطوط کو غور سے پڑھا بھی نہیں ہے یا ذمے داری سے کام نہیں لیا۔ پھر یہ بھی ہے کہ مرتب مجموعہ

مولانا محمود احمد صاحب قادری نے مقدمے میں (زیر عنوان تقدیم) صفحہ ۲۱/ پر یہ بھی لکھا ہے کہ خطوط کی نقل پروفیسر مختار الدین صاحب کی عنایت سے حاصل ہوئی جبکہ آخری ۲۷/ خطوط حیات اعلیٰ حضرت کے خطوط کے فوٹو ہیں (صرف خطوط کے نمبر محو کر دئے گئے ہیں) آخری خط پر تو یہ تماشا بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ حیات اعلیٰ حضرت کا ترقیمہ بھی چھپ گیا ہے جبکہ کتاب کا نام ''مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی'' ہے۔ غالباً مرتب صاحب نے اس لطیفے پر غور ہی نہیں کیا حتیٰ کہ دوسرے اڈیشن میں بھی وہ یوں ہی چھپا رہا۔ بہر حال مجموعے کے مکاتیب کو ملا کر مکاتیب کی تعداد ۱۱۷/ ہو گئی۔

مضمون لکھنے کے لئے یہی خطوط کافی تھے، لیکن بعد میں ''مکتوبات امام احمد رضا بریلوی'' مرتبہ مولانا پیر محمود احمد قادری (غالباً مرتب سابقہ مجموعہ) مع ''تنقیدات و تعاقبات'' مرتبہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب بھی دستیاب ہو گئی، جس میں فاضل بریلوی کے مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام لکھے ہوئے ۲۲/ خطوط شامل ہیں۔ ان میں زیادہ تر طویل ہیں ان کے علاوہ دو خط اور بھی ہیں انکو ملا کر یہ تعداد ۱۴۱/ ہو گئی۔ (خطوط شماری میں کہیں غلطی ہو تو اس کے لئے معذرت خواہ ہوں اور پیشہ ور منیبوں کی طرح ''بھول چوک لینی دینی'' بھی لکھے دیتا ہوں)

ان سب خطوط پر خامہ فرسائی بھی اس ایک مضمون میں ممکن نہیں ہے۔ البتہ سبھی خطوط پر طائرانہ نظر ڈال لی ہے۔ بحث میں سارے خطوط شامل نہیں ہو سکے۔

یہ سبھی خطوط علماء کے نام ہیں اس لئے القاب تو عالمانہ ہیں ہی انداز بیاں بھی زیادہ تر عالمانہ ہی ہے۔ امام احمد رضا کو غیر عالم (غیر عربی و فارسی داں بلکہ کم پڑھے لکھے بھی خطوط لکھتے ہوں گے اور ان کے جواب بھی دئے جاتے ہو گے، لیکن وہ دستیاب نہیں ہیں۔ علماء کو تو خطوط لکھتے ہوئے ان کے علمی معیار

کے پیش نظر مشکل زبان ہی استعمال کی جاتی ہوگی لیکن عوام کو لکھے گئے خطوط کو جوابات یقیناً سادہ اور عام زبان میں ہوتے ہوں گے۔ اس کا ثبوت بھی بعض خطوط سے ملتا ہے۔ اگر عوام کے نام لکھے ہوئے خطوط بھی دستیاب ہو جاتے تو نتائج دلچسپ ہو سکتے تھے اور امام صاحب کے مکاتیب میں متنوع اسالیب کا سراغ مل سکتا تھا۔

جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے دستیاب ۱۱۷ خطوط میں بھی عام فہم اور سادہ زبان میں لکھے گئے خطوط موجود ہیں۔ علاوہ ازیں ان میں طویل خط بھی ہیں مختصر بھی۔ طویل خطوط میں مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے نام ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کا مرقومہ خط ۴۴ صفحات پر اور انہیں کے نام ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ کا لکھا ہوا خط ۲۱ صفحات پر محیط ہے۔ مولانا عبدالباری کو لکھے گئے خطوط میں زیادہ تر علمی بحثیں تھیں اس لئے طویل ہو گئے، لیکن ان کے نام مختصر خطوط بھی دستیاب ہیں جیسے :

جناب مولانا، تسلیم! میرے ایک نیاز نامے کو دس دن ہوئے دوسرے کو بیس، جناب تحریر فرما چکے کہ میرا دل صاف ہے پھر جواب سے اعراض کی وجہ سمجھ میں آئی نہ لکھنؤ جیسے شہر میں آپ جیسے شخص کو خط نہ پہنچنا متوقع، پھر بھی احتیاطاً دونوں کی نقل حاضر۔ واپسی ڈاک جواب عنایت ہو۔

فقط

فقیر احمد رضا قادری غفرلہ

بقلم محرر، ۱۹ شوال المکرم

۱۳۳۹ھ (۱)

اس خط کا مضمون پوسٹ کارڈ کے ایک رخ پر آسکتا ہے۔ ایک اور خط کا مضمون اس سے تقریباً دگنا ہے وہ پوسٹ کارڈ کے دونوں طرف آسکتا ہے۔ کچھ مختصر خطوط آگے بھی نقل ہوں گے۔

کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو عربی فارسی زبانوں اور ان کی انشاء پر خاصی قدرت ہوتی ہے وہ سادہ اور سہل اردو میں لکھ ہی نہیں سکتے۔ ہمارے سامنے اس کی ایک مثال جناب ابوالکلام آزاد کی ہے لیکن امام احمد رضا نے اس مفروضے کو غلط ثابت کر دیا وہ سادہ اور سہل زبان لکھنے پر بھی قادر تھے۔ چند مثالیں درج ہیں :

(۱) ”قریب تین مہینے ہوئے کہ مکان سے جدا ہوں ہفتوں میں ڈاک جمع ہو کر مجھے ملتی ہے۔ آپ کے تین خط ایک ساتھ آئے رسالہ نور العرفان بین جند الالہ وحزب الشیطان صاف شدہ تھا۔ مصطفےٰ رضا نے دو دن تلاش کیا نہ ملا۔ ناچار اس کا اور اعتقاد الاحباب فی الجمیل والمصطفےٰ والال والاصحاب کا مسودہ بھیجتا ہوں بعد فراغ باحتیاط ملے“ (۲)

(۲) ”وہابیہ خذلہم اللہ نے تین جگہ شور مچا رکھا تھا بھاگلپور، فیروز آباد، راندیر، بھاگلپور کا نتیجہ تو یہ ہوا کہ آپ کو اس اشتہار اور مولانا مولوی نعیم الدین صاحب کے خط سے واضح ہو گا یہ خط اصل ہے بعد ملاحظہ واپس ہو۔ فیروز آباد میں ایک صاحب مورچہ لئے ہوئے ہیں اور ان شاء اللہ تعالیٰ وہاں حاجت نہ ہو گی۔ راندیر میں ابھی کوئی آدمی کام کا نہ گیا وہاں ضرورت پڑتی معلوم ہوتی ہے۔ میں نے فاتحان بھاگلپور کو آج ہی لکھ دیا ہے کہ تیار رہیں مگر انہوں نے وہاں سے کلکتہ جانے کو لکھا تھا اور شاید ابھی انہیں اطراف میں ان کا قیام مناسب ہو۔ لہٰذا آپ راندیر جانے کے لئے تیار رہیں میرے تار کا انتظار کریں“ (۳)

(۳) ”مولا تعالیٰ آپ کے ایمان، آبرو، جان، مال کی حفاظت فرمائے۔ بعد نماز عشاء آپ ایک سو گیارہ بار ”طفیل حضرت دستگیر، دشمن ہوئے زیر“ پڑھ لیا کیجئے۔ اول آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف اور آپ کے والد ماجد صاحب کو مولیٰ تعالیٰ سلامت باکرامت رکھے ان سے فقیر کا سلام کہیے۔ یہی عمل وہ بھی پڑھیں نیز آپ دونوں صاحب ہر نماز کے بعد ایک بار آیت

الکرسی اور علاوہ نمازوں کے ایک ایک بار صبح و شام سوتے وقت بعونہ تعالیٰ ہر بلا سے حفاظت رہے گی"(۴)

زیر نظر مکاتیب میں ایسے نثری ٹکڑے اور بھی ہیں۔ طوالت کے خوف سے مزید مثالیں نہیں دے رہا ہوں یہ مکاتیب سلیس سادہ نثر کے نمونے ہیں۔

امام احمد رضا کے زیر نظر مکاتیب سلیس رنگین، نثر برائے نام ہے اس لئے مثالیں بھی نہیں نقل کر رہا ہوں البتہ دقیق سادہ نثر کی کچھ مثالیں درج ذیل ہیں :

(۱) "فقیر کو بھی پانچ روز سے تپ آئی ہے۔ تین روز غفلت رہی کل مسہل تھا اب بہ برکت دعائے سامی بحمد اللہ تعالیٰ بہت تخفیف ہے، البتہ دماغ و صدر پر نوازل کی کثرت ہے۔ حرارت کا بھی بقیہ ہے اور ضعف زائد"(۵)

(۲) "یہ فقیر حقیر باوصف کثرت معاصی ہر آن غیر محدود و نامتناہی نعم رب اکرم عز جلالہ، وسید عالم ﷺ میں ہے۔ والحمد للہ رب العلمین---ڈھائی سال سے اگرچہ امراض درد کمر و مثانہ و سر وغیر با امراض کا لازم ہو گئے ہیں---قیام و قعود، رکوع و سجود بذریعہ عصا ہے مگر الحمد للہ کہ دین حق پر استقامت عطا فرمائی ہے کثرت اعداء روافزوں ہے اور حفظ الٰہی تفصیل لامتناہی شامل حال"(۶)

(۳)"مولانا! مکرما! بحمد اللہ تعالیٰ یہی جان کر تو گذارش کی تھی کہ ملازمان سامی نہ صرف مومن بلکہ عالم صافی صوفی ہیں اس بنا پر امید کی تھی اور ہنوز یاس نہیں کہ مذہب اہل سنت کے ضرور پسند نہ فرمائیں گے۔ آپ نے سوالات بالا ستیعاب ملاحظہ فرمائے تو غور نہ فرمایا یا غور فرمایا تو انہیں تحریرات کتب و مضامین ندوہ سے نہ ملایا ورنہ آپ جیسے فضلاء پر مخفی رہنے کی بات نہ تھی"(۷)

زیر نظر مجموعوں میں دقیق رنگین نثر بھی کم ہے لیکن معدوم نہیں ہے۔ ایک اقتباس نقل ہے :

"میرے عوام بھائی مصطفےٰ ﷺ کی بھولی بھیڑ یں ان ذیابٌ فی ثیابٌ کہ جبّوں، عماموں، مولویت مشیخیت کے مقدس ناموں، قال اللہ و قال الرسول کے روغنی کلاموں سے دھوکے میں آکر شکار گرگان خونخوار ہو کر معاذ اللہ سقر میں نہ گریں"(۸)

امام احمد رضا کے مکاتیب میں روانی اس قدر ہے کہ پڑھتے وقت نہ کہیں نظر رکتی ہے نہ شعور کو دھچکا لگتا ہے۔ بالکل وہی انداز ہے جو فتاویٰ اور عقائد کی کتب میں ہے روانی کے لحاظ سے امام صاحب کی عالمانہ تحریروں اور ان مکاتیب میں کوئی فرق نہیں ہر جملہ اپنے اگلے پچھلے جملوں سے اس طرح جڑا ہوا ہے کہ بسا اوقات جملہ ختم ہونے اور شروع ہونے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ راقم السطور کی نظر میں کسی بھی نثر کی یہ بڑی خوبی ہے ورنہ حروف عطف کے استعمال میں اچھوں اچھوں کو ٹھوکریں کھاتے دیکھا ہے۔

مکاتیب کی نثری خصوصیات کے ذیل میں اب تک جو اقتباسات نقل ہوئے ہیں وہ سب عالمانہ ہونے کے ساتھ ساتھ سنجیدہ بھی ہیں۔ لیکن حضرت امام احمد رضا بڑا اچھا مزاح بھی فرما لیتے تھے فقہی اور تردیدی تحریروں میں تو اس کے نمونے ملتے ہی ہیں، بعض خطوط میں بھی انہوں نے لطیف مزاح فرمایا ہے تین نمونے حاضر کر رہا ہوں۔

(۱) مولانا عبد الباری فرنگی محلی کے بھتیجے مولوی عبد اللہ فرنگی محلی نے کسی خط میں (جو "ہمدم" میں چھپا تھا) لکھا تھا "یاد رکھو اگر کسی میں ۹۹ر آثار کفر ہیں اور ایک اثر ایمان ہے تو احناف کے نزدیک وہ شخص ضرور مسلمان کہا جائے گا" اس خط پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"کیا حنفیہ کرام کا معاذ اللہ یہی مذہب ہے کہ ہمیشہ دن میں ۹۹ر بار مہادیو کے آگے گھنٹی بجایا کرے اور کسی

وقت دو رکعت نماز بھی پڑھ لیا کرے ،اسے ضرور مسلمان کہا جائے گا"۔

(۲) لوگ جناب کو باری میاں سے تعبیر جناب کے پیچھے کرتے ہیں، جناب کے منہ پر کرتے ہیں ، جناب انکار نہیں فرماتے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ باری میاں کہہ کر پکارتے ہیں اور آپ بولتے ہیں۔ عبدالباری سے باری ہو گئے۔ وہ جہاں اگر اپنے جہل کے سبب معذور ہوں، جناب تو اپنے منہ بہت بڑے مجدد مدراس ہیں۔ آپ کے لئے سوا اپنی الوہیت تسلیم کرنے کے اور کیا محمل ہے۔باری یقیناً آپ کے نام کا اختصار ہے جیسے لوگ عبدالماجد کو ماجد کہتے ہیں اور آپ کے نام میں باری یقیناً اسمائے حسنٰی سے بمعنی خالق کل ہے۔ بھلے سے اسم شریف عبداللہ نہ ہو ورنہ اللہ میاں کہلواتے اور اس پر بولتے"(۹)

(۳) سولہویں گلی مسخرگانہ نقالی بعض کمسن بچوں میں طرف مقابل کو عاجز کرنے کا ایک طریقہ معمول ہے جسے وہ بندانوں کی کہانی کہتے ہیں کہ فریق جو کچھ کہے وہی لوٹ کر کہہ دیا جائے مثلاً الف !' کہ دونوں آنکھیں ہیں اور عین ! کانا۔الف !' کسی بات پر عین ! سے کہتا ہے "تو کانا ہے"۔ عین ! تو کانا ہے۔الف !' میری تو دونوں آنکھیں ہیں عین !' میری تو دونوں آنکھیں ہیں الف ! تو جھوٹا ہے۔ عین !' تو جھوٹا ہے الف ! جس سے چاہے پوچھ دیکھ میں انکھیارا ہوں اور تو کانا۔ عین ! جس سے چاہے پوچھ دیکھ میں انکھیارا ہوں اور تو کانا۔الف !' سب دیکھ رہے ہیں کہ تو کانا ہے۔ عین ! سب دیکھ رہے ہیں کہ تو کانا ہے۔الف !' مسخرہ جو میں کہتا ہوں وہی الٹ دیتا ہے۔ عین ! مسخرہ، جو میں کہتا ہوں وہی الٹ دیتا ہے۔ آخر "الف "کو ہی کہ سراسر حق پر ہے چپ رہنا پڑتا ہے اور اس کانے کے چھینپے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ اس نے وہ سلسلہ نکالا ہے جسے انتہا نہیں۔ جناب یہی طریقہ میرے ساتھ برتنا چاہتے ہیں۔(۱۰)

ان خطوط میں روانی کے علاوہ دوسری خوبی قوت استدلال کا موجود ہونا ہے چونکہ خطوط طویل ہیں اور ان میں کثرت کے ساتھ علمی مباحث ہیں اس لئے ہر جگہ بیشتر عقلی اور کمتر نقلی دلائل کا زور ہے۔اگر نقلی دلائل کی فراوانی ہوتی تو یہ خطوط، خطوط نہ ہو کر مضامین کے قریب ہو جاتے اب یہ اس لئے بھی مضامین نہیں ہیں کہ ان میں ہر جگہ مکتوب الیہم موجود ہیں۔ غبار خاطر کی طرح ایسا نہیں ہے کہ "صدیق مکرم" کے بعد (ایک دو جگہ کو چھوڑ کر) جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں مکتوب الیہ کا کوئی حصہ ہی نہ ہو۔

استدلالی انداز کی فراوانی کے باوجود مثالیں اس لئے نہیں نقل کر رہا ہوں کہ مضمون کے طویل ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ مثالیں دی بھی جائیں تو سیاق و سباق کے بغیر بات نہیں بنے گی اور سیاق و سباق کے اندراجات کے بعد طویل استدلالوں کا نقل کرنا مضمون کے حجم کو بڑھانا ہی ہو گا۔ اک دو مثال بھی کافی طوالت کا باعث ہو جائے گی۔یوں بھی مضمون میں اقتباسات بہت نقل ہو چکے ہیں۔

نثر کی اہم خصوصیت تاثیر بھی ہے۔جو مکتوب لکھے گئے ان کا مکتوب الیہم پر کیا اثر ہوا یہ تو تحقیق کا موضوع ہے۔ جو باتیں معلوم ہیں ان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ اثر خاطر خواہ ہوا۔ تاثیر کی مثال کے لئے صرف ایک خط نقل کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ مولانا سید عرفان علی بیسل پوری مرحوم کے صاحب زادے کی وفات پر تعزیت کا خط لکھتے ہیں۔

"اللہ کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا اور ہر چیز کی اس کے یہاں عمر مقرر ہے۔ اس سے کمی بیشی نا متصوّر ہے۔ بے صبری سے گئی چیز واپس نہیں آسکتی۔ ہاں ! اللہ کا ثواب جاتا ہے، جو ہر چیز سے اعز و اعلیٰ ہے اور محروم تو وہی ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ صحیح حدیث میں ہے جب فرشتے مسلمان کے بچے

کی روح قبض کر کے حاضر بارگاہ ہوتے ہیں، مولا عزوجل فرماتا ہے اور وہ خوب جانتا ہے، کیا تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی؟ عرض کرتے ہیں ہاں اے رب ہمارے۔ فرماتا ہے تم نے دل کا پھل توڑ لیا؟ عرض کرتے ہیں۔ہاں رب ہمارے۔ فرماتا ہے پھر اس نے کیا کہا؟ عرض کرتے ہیں تیری حمد بجالایا اور الحمد للہ کہا۔ فرماتا ہے گواہ رہو میں نے اسے بخش دیا اور جنت میں اس کے لئے مکان تیار کرو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے تین بچے نابالغی میں مر جائیں آتش دوزخ سے اس کیلئے حجاب ہو جائیں گے۔ کسی نے عرض کیا اگر دو مرے ہوں۔ فرمایا دو بھی ام المومنین صدیقہ نے عرض کی، اگر کسی کا ایک ہی مرا ہو۔ فرمایا ایک بھی۔ اسے نیک سوالوں کے توفیق دی گئی۔ اس حکم میں ماں باپ دونوں شامل ہیں

طوالت کے خوف سے خط پورا نقل نہیں کیا ہے

آگے بھی صبر کی تلقین ہے۔ ایسے تعزیت نامے کو پڑھ کر کس کا دکھی دل قرار نہ پائے گا۔ دیگر تعزیت ناموں میں بھی ان باتوں کا ذکر ہے یہاں غور طلب یہ ہے کہ ان سے بڑھ کر تسلی اور تسکین کے لئے اور کون سے کلمات ہو سکتے ہیں۔ شاید ہی کسی نے اس سے زیادہ پر تاثیر تعزیت نامہ لکھا ہو اور اگر لکھا بھی ہو گا تو یہی باتیں ہوں گی۔ ان کلمات کے علاوہ دیگر کلمات کسی مسلمان کے زخمی دل پر ایسا کارِ مرہم نہیں کر سکتے جیسا یہ کلمات کرتے ہیں۔

مکاتیب کاروباری نثر میں لکھے جاتے ہیں لیکن امام احمد رضا کے مکاتیب کا بڑا حصہ خالص علمی یا استدلالی نثر میں لکھا گیا ہے۔ ضرورت ہے کہ امام صاحب کے زیادہ سے زیادہ خطوط کو جمع کر کے شائع کرایا جائے۔ ان میں نہ جانے کتنے علوم و معارف کے خزانے پوشیدہ ہوں گے۔

حوالہ جات

(۱) مکتوبات امام احمد رضا بریلوی مع تنقیدات و تعقبات ص ۲۰۸

(۲) مکتوبات بنام حضرت ملک العلماء مرقومہ ۱۴/ صفر المظفر ۳۵ھ مشمولہ حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۲۷۳. مکتوبات نمبر ۲۰۔

(۳) مکتوب بنام حضرت ملک العلماء مرقومہ ۸/ رجب ۳۶ھ مشمولہ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۲۷۴، مکتوب نمبر ۲۱

(۴) مکتوب بنام سید عرفان علی بیسل پوری مرقومہ ۲۵/ ذی الحجہ ۲۹ھ مشمولہ حیات اعلیٰ حضرت جلد اول ص ۳۱۲/ مکتوب نمبر ۴۔

(۵) مکتوب بنام مولانا شاہ محمد عبد السلام جبل پوری، مرقومہ ۴ جمادی الاولیٰ ۳۵ھ مشمولہ اکرام امام احمد رضا مصنفہ مفتی محمد برہان الحق جبل پوری طبع دوم، ناشر مجلس علمی مظفر پور ص ۶۳۔

(۶) ایضاً ۱۲/۔ ۱۲۸

(۷) مکتوب بنام مولانا محمد علی مونگیری، مرقومہ ۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۳ھ مشمولہ مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی مرتبہ مولانا محمود احمد قادری ناشر مکتبہ نبویہ لاہور طبع دوم اگست ۱۹۹۰ء ص ۹۰۔

(۸) مکتوبنام مولوی اشرف علی تھانوی صاحب مرقومہ ۲۰/ ذی قعدہ ۱۳۲۸ھ مشمولہ مکتوبات امام احمد رضا محدث بریلوی ص ۱۱۵۔

(۹) مکتوب بنام مولانا عبد الباری فرنگی محلی مرقومہ ۱۲/ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ مشمولہ مکتوبات امام احمد رضا بریلوی ص ۲۲۰-۲۲۱

(۱۰) بنام مولانا عبد الباری فرنگی محلی مرقومہ دوم ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ مشمولہ ایضاً ص ۲۸۲-۲۸۳۔

(۱۱) بنام مولانا عبد الباری فرنگی محلی مرقومہ ۸/ ذی الحجہ ۱۳۳۹ھ مشمولہ ایضاً ص ۳۹۴۔

(۱۲) مکتوب مرقومہ ۲۰/ ذی القعدہ ۳۹ھ مشمولہ حیات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ ۳۰۸-۳۰۹

✳ ✳ ✳ ✳ ✳

فاضل بریلوی
اور
علماء مکہ مکرمہ
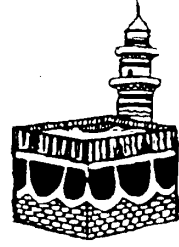
تحقیق، محمد بہاء الدین شاہ ★

﴿ دوسری قسط ﴾

☆ شیخ اسعد دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۰ھ---۱۳۳۸ھ / ۱۸۶۳ء---۱۹۱۹ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۱)

☆ علامہ سید اسمٰعیل بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ، مکتبہ حرم کے ناظر، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ، آپ کے بھائی علامہ سید مصطفٰے بن خلیل رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے خلیفہ اور آپ کے والد فاضل بریلوی کے احباب میں سے تھے۔(۲۲)

☆ شیخ جمال مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۵ھ---۱۳۴۹ھ / ۱۸۶۸ء---۱۹۳۰ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۳)

☆ شیخ حسن بن شیخ عبدالرحمٰن عجیمی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۹ھ---۱۳۶۱ھ / ۱۸۷۲ء---۱۹۴۲ء)، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۴)

☆ علامہ سید حسین بن صادق دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، (۱۲۹۴ھ---۱۳۴۰ھ / ۱۸۷۷ء---۱۹۲۱ء) فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۵)

☆ شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی حنابلہ، مولانا غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل" پر تقریظ قلمبند فرمائی۔(۲۶)

☆ مولانا رحمت اللہ کیرانوی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، آپ کا ذکر آئندہ سطور میں آرہا ہے۔

☆ شیخ صالح بافضل مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، (۱۲۷۷ھ---۱۳۳۳ھ / ۱۸۶۰ء---۱۹۱۴ء)، الدولۃ المکیۃ وحسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۲۷)

☆ شیخ صالح کمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، خطیب، مفتی احناف، شیخ العلماء (۱۲۶۳ھ---۱۳۳۲ھ)، سانحہ کربلا پر ایک کتاب لکھی نیز حیلہ اسقاط کے موضوع پر "القول المختصر المفید لأهل الانصاف فی بیان الدلیل لعمل اسقاط الصلاۃ والصوم المشہور عند الاحناف" لکھی جو ۱۳۲۸ھ / ۱۹۱۰ء کو مکہ مکرمہ سے شائع ہوئی۔ الدولۃ المکیۃ، حسام الحرمین اور تقدیس الوکیل پر تقریظات موجود ہیں۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۲۸)

☆ شیخ عبدالحمید قدس مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۸۰ھ---۱۳۳۴ھ / ۱۸۶۳ء---۱۹۱۵ء)، زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ پر "الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ" (۲۹) اور جشن عید میلاد النبی ﷺ پر "بلوغ المرام فی مولد النبی علیہ الصلاۃ والسلام" لکھی۔(۳۰)

☆ شیخ عبدالرحمٰن دھان مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۸۳ھ---۱۳۳۷ھ / ۱۸۶۶ء---۱۹۱۸ء)، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین کے مقرظ، فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۳۱)

★ ناظم بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال

☆ علامہ سید عبد الکریم داغستانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۶۷ھ---۱۳۳۸ھ / ۱۸۵۰ء---۱۹۱۹ء) آپ سے لا تعداد علماء کرام بالخصوص مدرسین نے استفادہ کیا اور آپ "الامام الکبیر" کہلائے۔ حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۳۲)

☆ شیخ عبد اللہ ابو الخیر مرداد مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، خطیب، شیخ الخطباء والائمہ (۱۲۸۵ھ---۱۳۴۳ھ / ۱۸۶۸ء---۱۹۲۴ء)، دسویں سے چودھویں صدی ہجری تک کے علماء مکہ مکرمہ کے حالات و کرامات پر "نشر النور والزھر" جیسی اہم کتاب تصنیف فرمائی جس میں فاضل بریلوی کا ذکر خیر کیا۔ آپ کے استفتاء کے جواب میں فاضل بریلوی نے "کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم" تصنیف کی۔ آپ حجاز مقدس میں السعود کے برپا کردہ انقلاب کے دوران طائف میں شہید کئے گئے۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ۔(۳۳)

☆ شیخ عبد اللہ بن حمید عنیزی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، امام، مفتی حنابلہ (۱۲۹۰ھ---۱۳۴۶ھ / ۱۸۷۳ء---۱۹۲۷ء) آپ مفتی حنابلہ شیخ محمد بن حمید رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۳۶ھ---۱۲۹۵ھ / ۱۸۲۱ء---۱۸۷۸ء) صاحب "السحب الوابلۃ فی طبقات الحنابلۃ" کے پوتے ہیں ، الدولۃ المکیۃ پر تقریظ لکھی۔(۳۴)

☆ شیخ عبد اللہ سراج حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی احناف (م ۱۹۴۹ء) الدولۃ المکیۃ کے مقرظ۔

☆ علامہ سید عبد اللہ دحلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام، مدرس (۱۲۹۱ھ---۱۳۶۰ھ / ۱۸۷۴ء --- ۱۹۴۱ء)۔ انڈونیشیا، ملائشیا، سنگاپور اور بعض عرب ممالک میں مدارس اسلامیہ قائم کیئے۔ انڈونیشیا میں وفات پائی۔ فاضل بریلوی کے خلیفہ، الدولۃ المکیۃ کے مقرظ۔(۳۵)

☆ شیخ علی بن صدیق کمال مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۵۳ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۷ء---۱۹۱۶ء)، الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین کے مقرظ۔(۳۶)

☆ علامہ سید علوی بن احمد سقاف مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ السادۃ العلویہ (۱۲۵۵ھ---۱۳۳۵ھ / ۱۸۳۹ء---۱۹۱۶ء) آپ نے "القول الجامع النجیح فی احکام صلاۃ التسابیح" کے علاوہ زیارت روضۂ رسول اللہ ﷺ پر کتاب لکھی۔(۳۷)

☆ علامہ سید علوی بن عباس مکی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۳۲۸ھ---۱۳۹۱ھ / ۱۹۱۰ء---۱۹۷۱ء)، آپ نے "مجموع فتاویٰ و رسائل" میں اختلافی مسائل نماز کے بعد دعا، تلقین میت، قبر والدہ مصطفیٰ ﷺ، محافل میلاد النبی ﷺ اور سماع موتٰی وغیرہ پر دلائل پیش کیئے(۳۸)۔ آپ مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۱۰ھ---۱۴۰۲ھ / ۱۸۹۲ء---۱۹۸۱ء) کے خلیفہ اور قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۴ھ---۱۴۰۱ھ / ۱۸۷۷ء---۱۹۸۱ء) کے ارادتمندوں میں شامل ہیں۔(۳۹)

☆ شیخ عمر بن ابی بکر باجنید حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۶۳ھ---۱۳۵۴ھ / ۱۸۴۶ء---۱۹۳۵ء)، الدولۃ المکیۃ و حسام الحرمین کے مقرظ۔(۴۰)

☆ شیخ عمر بن حمدان محرسی تیونسی مکی مدنی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس (۱۲۹۲ھ---۱۳۶۸ھ / ۱۸۷۵ء---۱۹۴۹ء)، آپ "محدث حرمین شریفین" کے لقب سے مشہور ہوئے۔ فاضل بریلوی سے خلافت پائی اور حسام الحرمین پر تقریظ لکھی۔(۴۱)

☆ علامہ سید محمد حامد بن احمد جداوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس

(۱۲۷۷ھ --- ۱۳۴۲ھ / ۱۸۶۱ء --- ۱۹۲۳ء)، جامعہ الازہر میں تعلیم پائی۔ کفل الفقیہ کی تصنیف کے محرک اور حسام الحرمین کے مقرظ۔(۴۲)

☆ شیخ محمد سعید بابصیل حضرمی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی شافعیہ (۱۲۴۵ھ --- ۱۳۳۰ھ / ۱۸۲۹ء --- ۱۹۱۱ء) آپ "شیخ الاسلام" کے لقب سے معروف ہوئے۔ رد وھابیت پر ایک کتاب تصنیف کی، تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیہ و حسام الحرمین پر تقریظات قلمبند کیں۔(۴۳)

☆ شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ، مدرس، مفتی مالکیہ (۱۲۷۵ھ --- ۱۳۴۱ھ / ۱۸۵۸ء --- ۱۹۲۲ء)۔ وسیلہ کے موضوع پر ایک کتاب لکھی۔ تقدیس الوکیل، الدولۃ المکیۃ اور حسام الحرمین پر تقریظات موجود ہیں۔(۴۴)

حوالے و حواشی

(۲۱) شیخ اسعد دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۵۸، سیر و تراجم ص ۴۲ --- ۴۳، مختصر نشر النور ص ۱۲۹ --- ۱۳۰، نظم الدرر ص ۱۶۷ --- ۱۶۸، معارف رضا ۱۹۹۹ء ص ۱۹۴ --- ۱۹۵۔

(۲۲) علامہ سید اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲۸ھ میں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے کے لئے مکہ مکرمہ سے بریلی آئے۔ (الملفوظ، مولانا احمد رضا خان بریلوی، مرتب مولانا محمد مصطفٰی رضا خان بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ج ۲ ص ۱۳۹)

(۲۳) شیخ جمال مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۹۰-۹۲، مختصر نشر النور ص ۱۶۳، نظم الدرر ص ۱۷۲۔

(۲۴) شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات نشر الدرر ص ۲۶ پر درج ہیں۔

(۲۵) علامہ سید حسین دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: مختصر نشر النور ص ۱۷۹، نظم الدرر ص ۱۷۳۔ پاک و ہند سے شائع ہونے والی کتب میں آپ کا نام علامہ سید عثمان دحلان مذکور ہے جو کہ کتابت کی غلطی ہے۔

(۲۶) شیخ خلف بن ابراہیم حنبلی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۵ھ تقریباً) کے حالات کے لئے دیکھئے: علماء نجد خلال ثمانیۃ قرون، شیخ عبد اللہ بسام، طبع دوم ۱۴۱۹ھ دار العاصمہ ریاض ج ۲ ص ۱۵۳-۱۵۷، مختصر نشر النور ص ۴۲۴، نظم الدرر ص ۱۴۴

(۲۷) شیخ صالح محمد بافضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۳۲-۱۳۴، مختصر نشر النور ص ۲۱۲-۲۱۳، نظم الدرر ص ۱۸۲۔

(۲۸) شیخ صالح کمال حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۸۲، سیر و تراجم ص ۲۳۳-۲۳۵، مختصر نشر النور ص ۲۱۹، نظم الدرر ص ۱۸۲-۱۸۳، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۱۹۵-۱۹۶۔

(۲۹) شیخ عبد الحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف "الذخائر القدسیۃ فی زیارۃ خیر البریۃ" کا ایک مطبوعہ نسخہ دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ کی مرکزی لائبریری میں موجود ہے۔

(۳۰) شیخ عبد الحمید قدس رحمۃ اللہ علیہ کے حالات آپ کی تصنیف "کنز النجاح والسرور فی الادعیۃ التی تشرح الصدور" قدیم ایڈیشن کا عکس، طبع ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء کے ابتدائی سات صفحات پر دیئے گئے ہیں نیز دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۵۷-۱۵۹، مختصر نشر النور ص ۲۳۶-۲۳۸، نظم الدرر ص ۱۹۳، الاعلام ج ۳ ص ۲۸۸-۲۸۹۔

(۳۱) شیخ عبد الرحمٰن دھان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۱۶۰-۱۶۲، مختصر نشر النور ص ۲۴۱-۲۴۲، نظم الدرر ص ۱۸۴-۱۸۵۔

(۳۲) علامہ سید عبد الکریم داغستانی مکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سیر و تراجم ص ۲۱۲، مختصر نشر النور ص ۲۷۹، نظم الدرر ص ۱۹۴-۱۹۵ پر دیئے گئے ہیں۔

(۳۳) شیخ عبداللہ ابوالخیر مرداد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اعلام الشرقیہ فی المائۃ الرابعۃ عشرۃ الھجرۃ، طبع دوم ۱۹۹۴ء، دار الغرب الاسلامی بیروت، ج ۲ ص ۹۰۲-۹۰۳ اھل الحجاز ص ۲۷۶، سیر و تراجم ص ۱۹۳-۱۹۵، مختصر نشر النور ص ۳۱-۳۲، نثر الدرر ص ۴۳، الاعلام ج ۴ ص ۷۰، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء میں ۱۹۷-۱۹۸۔

(۳۴) شیخ عبداللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات الاعلام ج ۴ ص ۱۰۸، اھل الحجاز ص ۲۸۷، سیر و تراجم ص ۲۰۰-۲۰۱ پر درج ہیں۔

(۳۵) علامہ سید عبداللہ دحلان رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۴ ص ۹۳، اھل الحجاز ص ۳۰۱ / ۳۰۳، رجال من مکۃ المکرّمۃ ج ۳ ص ۱۹۸-۲۱۸، سیر و تراجم ص ۲۰۸-۲۱۱، مختصر نشر النور ص ۲۹۴، نثر الدرر ص ۴۸، نظم الدرر ص ۱۹۱، معارف رضا کراچی ۱۹۹۹ء ص ۹۸ ۲۰۰۔

(۳۶) شیخ علی بن صدیق کمال رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: اھل الحجاز ص ۲۷۵، سیر و تراجم ص ۱۳۹، مختصر نشر النور ص ۳۷۲، نظم الدرر ص ۲۰۱-۲۰۲۔

(۳۷) علامہ سید علوی سقاف شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۴ ص ۲۴۹، سیر و تراجم ص ۱۳۷، مختصر نشر النور ص ۳۴۳-۳۴۵، نظم الدرر ص ۱۸۹، ۱۹۰

(۳۸) مجموع فتاویٰ و رسائل، امام سید علوی مالکی، ۱۴۱۳ھ میں ۲۶۴ صفحات پر مشتمل یہ کتاب دس ہزار کی تعداد میں شائع ہوئی

(۳۹) علامہ سید علوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و علمی اسناد پر ان کے فرزند ڈاکٹر سید محمد مالکی حفظہ اللہ تعالیٰ نے کتاب "العقود اللؤلؤیۃ بالاسانید العلویۃ" لکھی جس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے علاوہ ازیں مجموع فتاویٰ و رسائل کے ابتدائی چھ صفحات پر آپ کے حالات قلم بند کئے نیز دیکھئے الاعلام ج ۴ ص ۲۵۰، اعلام الحجاز ج ۲ ص ۲۷۴-۲۸۴، تشنیف الاسماع ص ۳۸۴-۳۸۷، روزنامہ الندوۃ مکہ مکرمہ شمارہ ۱۳/ نومبر ۱۹۹۷ء فاروق باسلامۃ کا مضمون بعنوان "شخصیات مکیۃ --- علوی المالکی، ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی مفتی اعظم ہند نمبر شمارہ ستمبر نومبر ۱۹۹۰ء ص ۹۷ سالنامہ "معارف رضا" کراچی۔

(۴۰) شیخ عمر بن ابی بکر باجنید رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: تشنیف الاسماع ص ۴۲۲-۴۲۵، الدلیل المشیر ص ۲۹۶-۲۹۸، سیر و تراجم ص ۱۴۷-۱۴۸، نثر الدرر ص ۵۰۔

(۴۱) شیخ عمر حمدان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض اسناد پر مختصر کتاب "اتحاف ذوی العرفان ببعض اسانید عمر حمدان" لکھی جسے ۱۳۶۷ھ / ۱۹۴۸ء میں مکتبہ الاقتصاد مکہ مکرمہ نے شائع کیا۔ بعد ازاں آپ کے شاگرد شیخ محمد یاسین فادانی مکی (م ۱۴۱۱ھ) نے آپ کے حالات و اسناد پر تین ضخیم جلدوں پر مشتمل "مطمع الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان" لکھی پھر خود ہی اس کی تلخیص دو جلدوں میں "اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان" کے نام سے کی جس کی پہلی جلد کا پہلا ایڈیشن ۱۳۷۱ھ / ۱۹۵۲ء میں قاہرہ سے اور دوسرا ۱۴۰۶ھ، ۱۹۸۵ء میں دار البصائر دمشق نے شائع کیا۔ نیز دیکھئے اعلام من ارض النبوۃ، انس یعقوب کتبی مدنی، طبع اول ۱۴۱۴ھ ۱۹۹۳ء مطابع دار البلاد جدہ، ج ۱ ص ۱۶۹-۱۸۲، تشنیف الاسماع ص ۴۲۶-۴۳۲، الدلیل المشیر ص ۳۱۰-۳۲۷، سیر و تراجم ص ۲۰۴-۲۰۷، نثر الدرر ص ۴۵۔

(۴۲) شیخ محمد حامد احمد جداوی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات سیر و تراجم ص ۲۳۶ پر درج ہیں۔

(۴۳) شیخ محمد سعید بابصیل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: سیر و تراجم ص ۲۴۴، نثر الدرر ص ۵۶

(۴۴) شیخ محمد عابد مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات کے لئے دیکھئے: الاعلام ج ۳ ص ۲۴۲، اعلام الحجاز ج ۳ ص ۳۴۷-۳۵۴ سیر و تراجم ص ۱۵۱، ۱۵۳ معارف رضا کراچی ۱۹۹۸ء ص ۱۷۹، ۱۸۰۔

-----(باقی آئندہ)-----

مرتبہ: ڈاکٹر مجید اللہ قادری

کلیات شمس

"مثنوی آفتاب افکار رضا"

از: حضرت علامہ شمس بریلوی

پانچویں قسط

اس سے قبل کی تین اقساط میں قارئین کرام نے امام احمد رضا کے تعارف کے علاوہ امام احمد رضا کے علوم وفنون پر دسترس پر بھی تبصرہ ملاحظہ کیا ہوگا مثلاً "علم قرآن اور حضرت رضا"، "علم حدیث اور حضرت رضا"، "علم فقہ اور حضرت رضا"، "علوم و فنون اور امام احمد رضا"، "فتاویٰ رضویہ اور امام احمد رضا" جبکہ چوتھی قسط میں امام احمد رضا نے جو فتاویٰ رضویہ کے سلسلہ میں "خطبہ الکتاب" لکھا ہے اس پر تبصرہ نظر سے گذرا ہوگا اب سے لیکر آئندہ کی اقساط میں فتاویٰ رضویہ کے خطبہ میں جو ۹۰ر نام کتب فقہ وفقہائے کرام کے آئے ہیں ان کے عنوانات پر مشتمل منظوم تبصرہ آپ ملاحظہ کرتے رہیں گے اس قسط میں خطبہ کے پہلے تین کلمات:

الحمد للہ ھوالفقہ الاکبر والجامع الکبیر

پر علیحدہ علیحدہ تین مختلف عنوانات پر مثنوی کے بحر میں منظوم تبصرہ ملاحظہ کریں۔

حضرت شمس بریلوی نے سب سے پہلے "الحمد للہ" کو عنوان بنا کر "حدیقہ حمد" کے طور پر اشعار حمدیہ کہے ہیں جس میں باری تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی ہے اس کے بعد "ھو الفقہ الاکبر" کو عنوان بنا کر پہلے "حدیقہ حمد" بیان کی ہے جس میں ۲۸ر اشعار ہیں۔ حضرت شمس نے "علم الٰہیات" کو بیان کرنے کے بعد تاریخ کے اوراق کو مختصراً بیان کیا کہ دوسری صدی ہجری سے اس موضوع پر لکھا جانے لگا خاص کر بو علی سینا، فارابی اور طوسی کے نام علم الٰہیات میں نمایاں ہیں جنہوں نے اس علم میں بڑی بڑی کتابیں لکھیں ہیں جب کے ہند میں حضرت شیخ محب اللہ بہاری (المتوفی ۱۱۱۹ھ / ۱۷۰۷ء) حضرت ملا محمد جون پوری مولف شمس بازغہ (المتوفی ۱۰۴۲ھ / ۱۶۳۲ء) حضرت علامہ فضل حق خیر آبادی (م ۱۲۷۸ھ) حضرت علامہ عبدالحق خیر آبادی (م ۱۳۱۶ھ) کے اسماء گرامی نمایاں ہیں جو اپنے اپنے وقت میں اس علم کے یکتائے روزگار تھے۔ حضرت شمس نے "ھو الفقہ الاکبر" کی تشریح میں "گلبن فقہ" کے عنوان سے "فقہ اکبر" کا مکمل تعارف کرایا ہے کہ یہ فقہ حنفی کے بانی حضرت نعمان بن ثابت المعروف بہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا لازوال اور فقہ حنفی فقہ کا پہلا شاہ کار مجموعہ ہے اگرچہ ضخامت اس کی زیادہ نہیں مگر ہر زمانے میں اس کی شرح لکھی گئی ہے فقہ الاکبر کے متن کو کئی شاعروں نے نظم بھی کیا اس سلسلے میں سب سے زیادہ منظومہ فقہ الاکبر ابراہیم بنی حسام الکر میانی المعروف بہ "شریفی" (المتوفی ۱۰۱۶ھ) کا مشہور ہوا۔ حضرت شمس نے "گلبن فقہ" میں گیارہ اشعار تحریر فرمائے ہیں۔

حضرت شمس نے خطبہ کے الفاظ "الجامع الکبیر" کو عنوان بنا کر بھی پہلے "حدیقہ حمد" پیش کیا ہے کیونکہ "الجامع الکبیر" سے باری تعالیٰ ہی کی کبریائی ظاہر ہوتی ہے بعد میں فقہ کی ایک اور کتاب "جامع الکبیر" پر بھی منظوم تبصرہ پیش کیا ہے۔ جس میں آپ نے بتایا کہ یہ فقہ کی کتاب ہے جس کو وقت کے امام و مجتہد ابی عبداللہ محمد بن الحسن الشیبانی الحنفی (المتوفی ۱۸۷ھ) نے تصنیف فرمائی جو امام ابو حنیفہ کے ساتھ ساتھ ابو یوسف کے بھی شاگرد ہیں۔ اس کی شرح سب سے پہلے فقیہ اعظم حضرت ابو اللیث نصر بن احمد السمر قندی الحنفی (م ۳۷۳ھ) نے تحریر فرمائی پھر ہر قرن میں کی اس کی شرح لکھی جاتی رہیں اور تیس سے زیادہ اب تک اس کی شرح لکھی جا چکی ہیں اس کتاب کو احمد بن ابی المؤید المحمودی الحنفی (م ۵۱۵ھ) نے ۵۵۵۵ر اشعار میں نظم کیا تھا۔ ملاحظہ کیجئے حضرت شمس کا منظوم تبصرہ:

الحمدللہ / حدیقہ حمد

ہے سزاوار ستائش بے نیاز جو نہایت مہرباں بندہ نواز
ساری تعریفیں اسی کے واسطے جس نے دکھلائے ہمیں یہ راستے
ہے اسی کا لطف اور اس کا کرم جو ادا کرتے ہیں ہم شکر نعم
ذات والا اس کے بے چون چگوں فکر کا چلتا نہیں کوئی فسوں
حمد باری میں جو کھلتی ہے زبان ہے اسی کا صرف فضل بے کراں
اور بیان بھی حق تعالیٰ کی عطا ورنہ کب تھا اپنا یہ یارا بھلا

ھو فقہ الاکبر / حدیقہ حمد

علم باری لاجرم ہے وہ قدیم مثل اس کی ذات کے ہے اسے فہیم
علم اس کا اعظم و اکبر جلیل مثل اس کی ذات کے ہے بے مثیل
ہے اسی کے پاس علم کلّیات جو بہر نوع ہے محیط جزئیات
ہیں مراتب علم باری کے جلیل یعنی اجمالی و تفصیلی کے قبیل
ایک میں اجمال کی تنویر ہے دوسرا اجمال کی تفسیر
ہے وضوح علم الہیات میں ہے معاون رفع اشکالات میں
ہے الہیات اک علم دقیق اس کا ہر نکتہ ہے اک بحر عمیق
جتنے تھے دانشوراں یونان کے تھے اساطین وہ اسی ایوان کے
تھی رواں ہجرت کی بس قرن دوم ائے جب بغداد میں اس کے قدم
عالموں نے اعتنا اس سے کیا جلد ہی افکار پر یہ چھا گیا
بو علی سینا حکیم ترمذی نصر فارابی و طوسی یہ سبھی
تھے مشاہیر حکیمانِ زمان بین عجم میں ان کی شوکت کے نشان
ہند میں بھی آگئے اس کے قدم اور اٹھے موضوعِ حکمت پر قلم
ہیں محبّ اللہ بہاری وہ نبیل جو متکلم تھے علامِ جلیل
جون پور کے ایک فرد نابغہ تھے نشان فضل شمس بازغہ
فلسفے کے ہیں یہ مردان شہیر علم و حکمت میں تھے دونوں بے نظیر

علم و حکمت پر کتابیں باوقار ہیں مشاہیر عجم کی بے شمار
تیرھویں ہجرت کی تھی روشن صدی ہند میں حکمت کی رونق بڑھ گئی
حضرت فضل امام و فضل حق تھے بڑے ہی فلسفی اور اہل حق
ہوگیا پھر ختم آخر فلسفہ اور اب تو نام فن کا رہ گیا
ہے تعلق اس سے تھے حضرت رضا عشق احمد سے فقط تھا واسطہ
فلسفے سے کچھ نہ تھا ان کو لگاؤ عمر بھر کرتے رہے اس سے بچاؤ
علم حق کی معرفت کے واسطے ہم پہ ہیں قرآں کے دروازے کھلے
تا بقدرِ فہم اس کو جان لیں خالق کونین کو پہچان لیں
اور احادیث حضور مصطفیٰ ﷺ ہر قدم پر ہیں ہماری رہنما
علم حق کی جس قدر بھی شان ہے لاجرم مسلم کا وہ ایمان ہے
علم باری میں ہیں جتنی وسعتیں ہیں بقدر فہم وہ قرآن میں
کتنا ہے کیا ہے وہ علمِ قدیم جانتا ہے اس کو بس رب علیم

فقہ الاکبر / گلبن فقہ

حمد حق میں فقہِ اکبر کا بیاں کر سکا ہے فہم میرا کچھ عیاں
توریہ کی خوشنما اک ابتداء کرتا ہے یوں خامۂ حضرت رضا
فقہ الاکبر کتاب دل پذیر فقہ حنفی میں ہے متنِ شہیر
حضرتِ نعمان کی ہے یادگار سب سے پہلا ہے فقہ کا شاہکار
مشتمل ہے کچھ مسائل پر کتاب سب مسائل اس کے ہیں ندرت مآب
بانی مذھب کی نسبت تھی قوی ہر طرف بس اس کی شہرت ہوگئی
فقہِ اکبر کی ضخامت کم سہی ہے مگر موضوع پر متن یہی
خوب ہی لکھی گئیں اس کی شروح ہے بقدر فکر ہر اک میں وضوح
چھپ چکا ہے یہ رسالہ باربار حضرت نعمان کی ہے یادگار
نظم اس کے متن عالی کو کیا اور "شریفی" نام اس کا رکھ دیا
دس سو اٹھارا ہے سال اختتام ہے "شریفی" اب بھی مقبول عوام

الجامع الکبیر / حدیقہ حمد

مالکِ کونین ہے رب قدیر ہے عدیل و بے مثیل و بے نظیر
ہے کرم اس کا ، ہمارا یہ وجود ہے اسی کا فضل یہ ساری نمود
لائے جب تشریف حضرت مصطفیٰ ﷺ طاعت حق کا سبق ہم کو دیا
علم و حکمت سے کیا آراستہ رہنمائی کا بنے وہ واسطہ
مژدۂ جنت سنایا ہیں بشیر نارِ دوزخ سے ڈرایا ہیں نذیر
حشر کے احوال جو ہیں دل گداز ہم کو بتلائے یہ شرح حق طراز
حشر کے احوال ہیں قرآن میں اور سب داخل ہیں وہ ایمان میں
ہیں وضاحت میں احادیث نبی جس قدر ہیں عینِ ایمان ہیں سبھی
جلوہ فرما ہوگا جامع الکبیر اس سے بڑھ کر اور نہیں یوم عسیر
ہے بہت ہی سخت وہ یوم حساب ہوگی ہر اک ہاتھ میں اس کی کتاب
جلوہ فرماہوں گے جب پیارے نبی ﷺ ہوگی امت کی سفارش اس گھڑی
حق کرے گا اس سفارش کو قبول تاکہ ہوں خود سند وہ پیارے رسول ﷺ
بخش دے گا مجرم مجوب کو شادماں فرمائے گا محبوب کو
واسطہ! رحمت کا جامع الکبیر میری بخشش میں شفاعت ہو ظہیر

(باقی آئندہ)

(تیسری قسط)

سفر نامۂ قاھرہ

تحریر: سید وجاہت رسول قادری

عصر کی نماز ایئر پورٹ ہی پر ادا کی کیونکہ نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا اور کسٹم وغیرہ سے فراغت میں ابھی کافی وقت صرف ہونے کا احتمال تھا تقریباً ساڑھے سات بجے شام ہم لوگ کسٹم امیگریشن کی کاروائی سے فارغ ہو کر ایئر پورٹ سے باہر آئے تو وہاں درج ذیل حضرات نے ہمارا استقبال کیا:

(۱) استاذ السید حازم محمد المحفوظ (معہ اہلیہ اور بچے)

(۲) مولانا ممتاز احمد سدیدی ابن علامہ عبد الحکیم شرف قادری

(۳) استاذ محمد ولید ابن شیخ فتحی نصار (فتحی نصار صاحب الثقافیہ للنشر، قاھرہ کے پروپرائیٹر ہیں۔ انہوں نے مطبع سے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کے مشہور کلام قصیدۂ سلامیہ کا عربی میں منظوم ترجمہ "المنظومۃ السلامیہ" شائع کیا۔ ان کو ہم نے روانگی سے دو روز قبل E.mail پر قاھرہ کے پروگرام کی اطلاع کر دی تھی)

(۴) ڈاکٹر حسین مجیب مصری مترجم (قصیدۂ سلامیہ) کے شاگرد رشید، محقق تراث الاسلامی شیخ محمود جیرۃ اللہ حفظہم اللہ تعالیٰ۔

ان حضرات کے علاوہ جامعہ ازھر شریف میں مقیم پاکستانی، بنگلہ دیشی اور ہندوستانی طلباء کی بھی ایک خاصی تعداد ہمیں خوش آمدید کہنے کو موجود تھی۔

ایئر پورٹ سے باہر نکلتے ہی اس سے ملحق ایک چھوٹی سے مسجد میں ہم نے علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب کی امامت میں نماز مغرب ادا کی۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد جب ہم باہر نکلے تو استاذ السید حازم محمد المحفوظ زید عنایۃ کا اور ان کی اہلیہ نبیلہ اسحاق سلمہا اللہ تعالیٰ کا اصرار تھا کہ ہم ان کے مہمان ہیں لہذا ہم لوگ سیدھے یہاں سے ان کے فلیٹ پر چلیں وہ اپنے اصرار میں ایک حد تک حق بجانب تھے۔ علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب نے مولانا ممتاز احمد سدیدی اور دیگر طلباء اور ولید فتحی نصار سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا چونکہ ہمارے لئے "الفندق الاسلامی حی حسینی" میں ایک کمرہ مختص کر لیا گیا ہے اور اسکی پیشگی رقم بھی دیدی گئی ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ ہم لوگ آج وہیں قیام کرتے ہیں پھر ایک دو دن بعد طے کر لیں گے استاذ حازم صاحب کے یہاں کب چلنا ہے جناب حازم صاحب کو علامہ صاحب نے یہ تمام معاملات سمجھادئے تو وہ اس بات پر آمادہ ہو گئے کہ فی الوقت ہم لوگ سیدھے ہوٹل ہی جائیں ایک دو دن بعد ان کے گھر کا پروگرام بنالیں گے۔

فقیر، علامہ عبد الحکیم شرف قادری صاحب، مولانا ممتاز احمد سدیدی صاحب، صاحبزادہ ولید فتحی نصار کی کار میں بیٹھے، کچھ سامان ان کی کار میں آگیا باقی ماندہ مولانا قاری فیاض الحسن

صاحب اور دو، تین طلباء کے ساتھ ایک ٹیکسی میں ٹیکر ہوٹل روانہ ہوئے، باقی حضرات بس میں ہوٹل پہنچے۔ محترم محمود جیرۃ اللہ صاحب بھی ہمارے ساتھ ہی کار میں "الفندق الاسلامی" تک آئے، استاذ حازم صاحب اپنی فیملی کے ساتھ ٹیکسی میں اپنے گھر روانہ ہوگئے۔ "فندق اسلامی" سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مسجد کے قریب دو گلی پہلے واقع ہے۔ یہاں گھروں میں اور ہوٹلو میں چھت کا پنکھا نہیں ہوتا ہے۔ دریافت کرنے پر اس کی وجہ یہ بتائی گئی کہ چھت کے پنکھے سے سر درد اور زکام وغیرہ ہو جاتا ہے اس لئے مصر میں کہیں بھی یہ پنکھا استعمال نہیں ہوتا البتہ ٹیبل فین ہوتا ہے لیکن عام طور سے لوگ اس کا بھی استعمال کم کرتے ہیں۔ ہم نے یہاں دو دن قیام کیا اس کے بعد دو دن شیخ حازم حفظ اللہ کے فلیٹ میں رہے

پھر وہاں سے سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد سے متصل مغرب کی جانب "فندق مالکی" میں منتقل ہوگئے۔

یہاں سیدنا امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر اقدس کے مدفن پر حاضری دی۔ علماء قاہرہ کے مطابق ان کے پاس اس بات کے قوی شواہد اور دلائل ہیں کہ امام عالی مقام سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنا کا سر اقدس قاہرہ اسی جگہ موجود ہے۔ ہم نے پھر عشاء کی نماز مزار اقدس سے متصل مسجد حسین میں ادا کی یہ ایک وسیع و عریض مسجد ہے۔ شروع میں یہ مسجد بہت چھوٹی تھی لیکن فاطمی حکمرانوں نے اپنے شروع کے دور میں اس کو وسیع بنیادوں پر تعمیر کیا اس کے بالمقابل جنوبی سمت شیخ الازھر کے دفتر کی ایک گنبد و مینار والی ہزار سالہ پرانی عمارت ہے۔ (باقی آئندہ)

معارف رضا سے متعلق اہم گزارشات و معلومات

پاکستان میں ہدیہ فی پرچہ =/10 روپیہ۔ سالانہ =/120 روپیہ ہے۔ رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں، منی آرڈر کوپن پر اپنا پورا نام و پتہ ضرور لکھیں، اگر پہلے سے خریدار ہیں تو اپنے خریداری نمبر کا حوالہ بھی دیں۔ رقم لفافہ میں رکھ کر ہرگز نہ بھیجیں، چیک یا پوسٹل آرڈر بھی ارسال نہ کریں، اگر کوئی مجبوری ہو تو ڈرافٹ بھیج سکتے ہیں جو ماہنامہ "معارف رضا، کراچی" کے نام کا ہو۔ اگر سالانہ فیس سے زائد رقم بھجوائیں تو اس کی تشریح ضرور لکھیں کہ کتنی رقم کس مقصد کے لئے ارسال ہے۔ سالانہ فیس کی میعاد ختم ہونے پر ہر خریدار کو اطلاع دی جاتی ہے، اس اطلاع کے بعد جب تک رکنیت فیس موصول نہ ہوئی پرچہ کی ترسیل بند رہے گی۔ رسالہ V-P نہیں کیا جاتا۔ کسی ماہ پرچہ ۱۰ تاریخ تک نہ ملے تو خریداری نمبر کے حوالہ سے دوبارہ طلب کریں ادارہ ہر ماہ کیم شمسی تاریخ کو تمام خریداران کو پرچہ بھجوادیتا ہے، نہ ملنا محکمہ ڈاک کی کوتاہی ہوتی ہے۔ آپ کا خریداری نمبر آپ کے پتہ والی چٹ پر درج ہوتا ہے اسے نوٹ فرمالیں اور خط و کتابت کرتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں۔ **بیرونی ممالک**: بیرون ملک پرچہ کی ترسیل پر ڈاک خرچ بہت زیادہ لگتا ہے اس لئے پرچوں کا ہدیہ =/10 ڈالر سالانہ ہے۔ پاکستان میں فارن کرنسی بینک اکاؤنٹس بند کردیئے گئے ہیں لہذا رقم پاکستانی کرنسی میں تبدیل کرا کر دستی یا بصورت ڈرافت بنام "ماہنامہ معارف رضا، کراچی" اکاؤنٹ نمبر 5054-07 حبیب بینک پریڈی اسٹریٹ برانچ کراچی بنوا کر براہ راست ہمیں ہی ارسال کریں۔

نرخنامہ اشتہارات: آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت، چار کلر =/5000 ☆ آخری صفحہ (پشت سرورق) فی اشاعت B/W =/2500 ☆ اندرونی صفحہ سرورق، فی اشاعت B/W =/2000 ☆ اندرونی صفحات، پورا صفحہ فی اشاعت B/W =/1500 ☆ اندرونی صفحات، آدھا صفحہ، فی اشاعت B/W =/1000 (نوٹ) اشتہار کی رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر / چیک / بینک ڈرافٹ صرف بنام ماہنامہ "معارف رضا" کراچی عنایت فرمائیں، اشتہارات کی اشاعت ادارہ کی مرضی پر منحصر ہے۔ رقم اشتہار کے مضمون کے ساتھ ہی ارسال کریں (رابطہ: سید محمد خالد القادری، ایڈورٹائزنگ منیجر)

"کنزالایمان اور معروف تراجم قرآن"

پر اظہار خیال علامہ عبدالحکیم شرف قادری★

قرآن پاک وہ زندۂ جاوید اور آفاقی کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعے اپنے حبیب مکرم ﷺ کے قلب اقدس پر نازل فرمائی۔ یہ وہ منبع حق و صداقت ہے جس پر باطل کا حملہ کسی پہلو سے اثر انداز نہیں ہو سکتا، اس کے اسرار و رموز اور عجائب کبھی ختم نہیں ہو سکتے، کسی بھی علم یا فن کا ماہر جوں جوں اس کا مطالعہ کرتا جائے گا اس پر نئے نئے حقائق و معارف منکشف ہوتے جائیں گے، بالآخر اسے تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ وہ بحر بے کراں ہے جس کے اسرار و غوامض کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا اور اس کے کسی بیان کو جھٹلایا نہیں جا سکتا، شرط یہ ہے کہ انسان انصاف و دیانت سے عاری نہ ہو۔

قرآن پاک کو سمجھنے کے لئے صرف عربی زبان، صرف و نحو، علم معانی، بیان، بدیع وغیرہ علوم میں مہارت کافی نہیں، تفسیر و حدیث، عقائد و کلام اور تاریخ و سیرت کا وسیع مطالعہ ہی کافی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور صاحب قرآن ﷺ سے صحیح ایمانی اور روحانی تعلق بھی ضروری ہے اردو ترجمہ نگاروں میں امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز ممتاز ترین مقام پر فائز ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں پچاس سے زیادہ علوم میں حیرت انگیز مہارت عطا فرمائی تھی، وہ عارف باللہ بھی تھے اور صبغۃ اللہ سے مزین بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی محبت میں فنا تھے۔ سرکار دو عالم ﷺ کے توسط سے ان کے دل پر فیوض الٰہیہ کی بارش ہوتی تھی، اس لئے انہوں نے قرآن پاک کا بے مثال اردو ترجمہ "کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن" کے نام سے کیا، مخالفین کی سازشوں کی بنا پر بعض ممالک میں اس ترجمہ پر پابندی عائد کی گئی، لیکن اس کی خداداد مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ اس کی مانگ سب تراجم سے زیادہ ہے، انگریزی، ڈچ، بنگالی، سندھی اور پشتو وغیرہ زبانوں میں اس کا ترجمے کئے جا چکے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری زید مجدہ نے بعنوان "کنزالایمان اور دیگر معروف قرآنی اردو تراجم" (ایک تقابلی مطالعہ) علمی اور تحقیقی مقالہ لکھا جس پر انہیں کراچی یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۹۳ء میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی گئی، اس اہم عنوان پر فاضلانہ مقالہ لکھنے پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں، اس وقت اس مقالہ کے تین ابواب میرے سامنے ہیں:

باب ہفتم: کنزالایمان مستند تفاسیر کی روشنی میں

باب ہشتم: کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات، جامعیت، معنویت اور مقصدیت

باب نہم: کنزالایمان پر اعتراضات اور ان کا محققانہ جائزہ

فاضل محقق نے ساتویں باب میں صحیح بخاری شریف، تفسیر کبیر تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح البیان وغیرہ بیسیوں عربی اردو تفاسیر اور اردو تراجم کا مطالعہ کیا ہے اور ان کا حوالہ دیتے ہوئے امام احمد رضا بریلوی کے اردو ترجمہ کی اہمیت اور افادیت اجاگر کی ہے۔

آٹھویں باب میں کنزالایمان کی امتیازی خصوصیات

بیان کرتے ہوئے مثالیں دے کر بتایا ہے کہ کنزالایمان کا
اسلوب ترجمہ تمام اردو تراجم سے بہتر اور فائق ہے اسی طرح اس
ترجمہ کی جامعیت، معنویت اور مقصدیت مثالوں سے واضح کی
ہے۔ نویں باب میں مولوی اخلاق حسین قاسمی دہلوی کی کتاب
"بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ" کے اعتراضات کا تنقیدی
جائزہ لیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ ان کے اعتراضات بے بنیاد
شکوک و شبہات سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتے۔

مولوی اخلاق حسین قاسمی کے علمی تجزیہ کا اندازہ
کرنے کے لئے ان کا ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے! لکھتے ہیں:

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

مولانا مرحوم نے شاعرانہ استعارہ سے کام لے کر
خدا اور اس کے رسول ﷺ کو محبوب و محبّ کے طور پر آپس میں
"ایک" ثابت کیا ہے (علمی تجزیہ ص ۱۳ بحوالہ باب نہم مقالہ
پروفیسر مجید اللہ قادری)

آپ عینک لگا کر تلاش کیجئے کہ استعارہ کہاں ہے اور
محبّ و محبوب کی ذات کو ایک کہاں کہا گیا ہے؟

پروفیسر مجید اللہ قادری خاندانی راسخ العقیدہ سنی حنفی
ہیں ان کے والد ماجد شیخ حمید اللہ قادری حشمتی رحمتہ اللہ تعالیٰ
شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں رحمتہ اللہ تعالیٰ کے
مرید تھے، پروفیسر صاحب نے ۱۹۷۵ء میں بی ایس سی
۱۹۷۷ء میں ایم ایس سی کیا، اسی سال کراچی یونیورسٹی کے
شعبہ ارضیات میں لیکچرار مقرر ہوئے، اس وقت شعبہ ارضیات
کے چیئرمین کی پوسٹ پر فائز ہیں اور تدریسی خدمات انجام دے
رہے ہیں۔

پروفیسر مجید اللہ قادری ۱۹۶۰ء میں حضرت مفتی
اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہ کے مرید
ہوئے، انہیں مولانا الحاج محمد شفیع قادری مدظلہ العالی خلیفہ
حضرت مولانا تقدس علی خاں رحمتہ اللہ تعالیٰ سے سلسلہ عالیہ
قادریہ رضویہ میں اجازت و خلافت حاصل ہے، جامع مسجد طیبہ
، لیاقت آباد، کراچی میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہیں، ۱۹۸۳ء سے
ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی کے جنرل سیکریٹری اور مجلّہ
"معارف رضا" کے ایڈیٹر ہیں امام احمد رضا قادری بریلوی
قدس سرہ العزیز پر مختلف حوالے سے دس تحقیقی مقالات لکھ
چکے ہیں، حضرت پیر طریقت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ
العالی کی صحبت اور تربیت سے فیض یاب ہیں، جن کی سرپرستی
میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی نے امام احمد رضا بریلوی
رحمتہ اللہ تعالیٰ کا تعارف اور پیغام مختلف زبانوں میں اطراف عالم
میں پہنچا دیا ہے، یہ ادارہ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق کام
کر رہا ہے اور علمی و تحقیقی کام کرنے والوں کے ساتھ بھرپور
تعاون کر رہا ہے۔

حال ہی میں ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی اور
رضا دارالاشاعت، لاہور کے تعاون سے امام احمد رضا بریلوی کا
عربی دیوان "بساتین الغفران" طبع ہوا ہے، جسے کلیۃ اللغات و
آدابھا جامعہ ازہر شریف، مصر کے پروفیسر سید حازم محمد احمد
محفوظ نے ترتیب دیا ہے، امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے
عربی کلام پر کسی عرب کا یہ پہلا کام ہے اور لائق صد تبریک
ہے۔

اللہ تعالیٰ پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری کو سلامت
رکھے، اپنی نعمتوں سے نوازے اور اسی جزبہ ء صادقہ سے علمی و
تحقیقی کام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

❋ ❋ ❋ ❋ ❋

امّن میاں

تیسری قسط

از : اقبال احمد اختر القادری

امّن میاں کا زمانہ وہ زمانہ تھا جب انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ کیا ہوا تھا---امّن میاں انگریز اور انگریز کی ہر چیز سے نفرت کرتے تھے---وہ اس وقت انگریزی زبان اور لباس کے بھی خلاف تھے، ایک مرتبہ کسی نے سوال کیا کہ انگریزی لباس میں نماز پڑھنا کیسا ہے تو امّن میاں نے سختی سے جواب دیا کہ انگریزی لباس و وضع کے ساتھ پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے یعنی یہ نماز دوبارہ پڑھی جائے---کسی بھی قوم کی زبان، لباس اور تہذیب کسی دوسری قوم پر اثر انداز ہوتی ہے اسی لئے وہ انگریزی کی ہر چیز کے مخالف تھے اور زندگی بھر اس کی مخالفت کرتے رہے---امّن میاں وہابی، شیعہ، قادیانی اور دوسرے نئے نئے فرقوں کے بھی سخت مخالف تھے، وہ چاہتے تھے کہ مسلمان ان ہی طور طریقوں پر چلیں جن پر ہمارے باپ دادا اور بزرگان دین چلتے رہے---انہوں نے نئے نئے فرقوں کے رد میں کئی کتب و رسائل لکھے جن میں چند ایک یہ ہیں۔

☆......الصارم الربانی علی اسراف القادیانی
☆......المبین ختم النبین
☆......رد الرفضه
☆......اعالی الافادة فی تعزیه الهند و بیان الشادة
☆......الكوكبة الشهابيه
☆......البشری العاجله فی تحف آجله
☆......قهر الديان على مرتد بقاديان

امّن میاں بچپن سے خود بھی قرآن و حدیث کے مطابق سنت کے پابند تھے اور اس کو بڑی اہمیت دیتے تھے---وہ چاہتے تھے کہ قرآن و حدیث میں جو اللہ اور رسول ﷺ سے والہانہ عشق و محبت کا مطالبہ کیا گیا ہے، سب مسلمانوں کے دلوں میں اس عشق و محبت کا چراغ روشن کیا جائے اور ان کے قول و عمل میں بھی اس کی بھرپور جھلک نظر آئے---

امّن میاں نے ایک الگ اسلامی مملکت کے حصول کیلئے بھی بھرپور جدوجہد کی---"دو قومی نظریہ" جس کے تحت تحریک پاکستان چلی، اس نظریئے کے پیش کرنے والوں میں امّن میاں سرفہرست ہیں---انہوں نے ۱۸۹۳ء اور ۱۹۰۰ء میں پٹنہ کے عام جلسوں میں دو قومی نظریہ پیش کیا---دیکھا جائے تو ان امّن میاں نے اس وقت دو قومی نظریہ پیش کر کے تحریک پاکستان کی بنیاد ڈالی جب شاعر مشرق ڈاکٹر علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح بھی متحدہ قومیت کے حامی تھے---اگر تاریخ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان امّن میاں کی خدمات پاکستان کیلئے بنیادی اہمیت کی حامل ہیں---چنانچہ پاکستان کے سابق صدر مملکت جناب غلام اسحاق خان امّن میاں کی تحریک پاکستان میں خدمات کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ :

"انہوں نے مسلمانوں میں ایسی بیداری پیدا کی جس سے انہیں برصغیر میں اپنے مخالفین پر فتح نصیب ہوئی اور

مسلمان بر صغیر میں ایک آزاد مملکت خداداد پاکستان کے امین ہوئے"

پاکستان کے سابق وفاقی وزیر دفاع اور سندھ ہائیکورٹ کے سابق چیف جسٹس سید غوث علی شاہ فرماتے ہیں کہ :

"ان کی شخصیت روشنی کا ایسا مینارہ ہے جس نے اتھاہ تاریکی اور انتہائی مایوسی کے دور میں مسلمانان ہند کی رہنمائی اپنے علم و عمل کے ذریعے فرمائی، پاکستان کا قیام بھی ان جیسی ہی شخصیات کی قربانیوں کا ثمر ہے"

پاکستان کے ایک اور سابق وفاقی وزیر تعلیم، سید فخر امام فرماتے ہیں کہ :

"آپ نے دو قومی نظریئے کی تائید کی اور تحریک پاکستان کیلئے راستہ ہموار کیا"۔

پاکستان کے گذشتہ چیف الیکشن کمیشنر، جسٹس نعیم الدین جو کہ ہر مرتبہ نہایت انصاف و ایمانداری سے ملک بھر میں الیکشن کراتے ہیں اور ان کے عدل و انصاف کی تقریباً سب تعریف کرتے ہیں، وہ امّن میاں کے متعلق فرماتے ہیں کہ :

"ان کا ایک نمایاں کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنی ساری زندگی عشق رسول ﷺ میں بسر کی اور کروڑوں مسلمانوں کے دلوں میں محبت رسول ﷺ پیدا کی جس کی بدولت بر صغیر پاک و ہند کے مسلمانوں نے باطل قوتوں کا استقامت اور استقلال کے ساتھ مقابلہ کر کے تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہمکنار کیا"

امّن میاں کا علمی سرمایہ یوں تو بے پناہ ہے مگر ان کا ترجمۂ قرآن پاک اور ان کے فتوؤں کی کتاب اپنی مثال آپ ہیں--ایک مرتبہ کسی نے امّن میاں سے درخواست کی کہ قرآن پاک کے نہایت آسان اردو زبان میں ترجمہ کی ضرورت ہے تاکہ عام مسلمان اس سے رہنمائی حاصل کر سکیں---امّن میاں تو اس بات کے خود خواہش مند تھے کہ لوگ قرآن پاک اور حدیث نبوی ﷺ کی روشنی میں زندگی گزاریں---چنانچہ اس جانب بھرپور توجہ دی اور ۱۳۳۰ھ ۱۹۱۱ء میں قرآن پاک کا نہایت آسان اردو زبان میں ترجمہ مکمل کر لیا---امّن میاں کا یہ ترجمۂ قرآن۔

"کنزالایمان فی ترجمۃ القرآن"

کے نام سے آج کل ہر جگہ دینی کتب کی دکانوں پر با آسانی مل جاتا ہے---ہمیں چاہیے کہ جب بھی ترجمہ والا قرآن پاک ہدیہ کرائیں تو امّن میاں کا ترجمہ "کنزالایمان" ہی لیں کیونکہ یہ ترجمہ دوسرے ترجموں سے نہایت درجہ بہتر ہے---مثال کے طور پر اگر ہم صرف بسم اللہ ہی کا ترجمہ دیکھیں تو سب نے ترجمہ تقریباً اسی طرح کیا ہے کہ :

"شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو
بہت مہربان اور رحم کرنے والا ہے"

اس ترجمہ پر غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ شروع میں چار الفاظ کے بعد پھر "اللہ" کا نام آتا ہے جبکہ بسم اللہ کے لئے حکم ہے کہ ہر کام شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھی جائے تاکہ ہر کام شروع کرنے سے قبل "اللہ" کا نام لیا جائے یعنی ہر کام "اللہ" کے نام سے ہی شروع کیا جائے---اب ذرا ہم امّن میاں کا ترجمہ دیکھیں---

"اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا"

ہاں، یہ ترجمہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں "اللہ" ہی کا نام آتا ہے اور بسم اللہ پڑھنے کا مقصد بھی یہی ہے۔

امّن میاں نے ترجمہ کرتے وقت قرآن کی اصل روح کا خیال رکھا ہے اور ہر مقام پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ادب و احترام اور مقام و مرتبہ کو بطور خاص ملحوظ رکھا ہے---"کنزالایمان" کے مسلسل مطالعہ سے اسلامی عقائد و ایمان سے مکمل آشنائی ہوتی ہے اور دولت ایمان میں مزید برکت اور اضافہ کا احساس ہوتا ہے---لہذا ہمیں چاہیے کہ اسلامی احکامات سے صحیح معنوں میں آشنائی اور دولت محبت رسول ﷺ حاصل کرنے کیلئے امّن میاں کے ترجمۂ قرآن، "کنزالایمان" کا بغور مطالعہ کریں۔

(باقی آئندہ)

کتبِ نو

نئی کتب کے تعارف کی اشاعت کیلئے دو نسخے آنا لازمی ہیں

(سید محمد خالد قادری)

"بلاسود بینکاری کا شرعی طریقہ"

تصنیف: امام احمد رضا محدث بریلوی

ترجمہ و تعارف...... حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں

پیش لفظ...... علامہ عبدالحکیم شرف قادری

باہتمام...... جناب کے-ایم-زاہد

ناشر...... ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا اسلام آباد 44/4-D، اسٹریٹ 38، F-6/1 اسلام آباد

"REVOLVING SUN AND THE STATIC EARTH"

By: Imam Ahmad Raza

Tra: Nigar Erfa ney

P: 32 Rs: 20/=

Pub: IDARA-I-TAHQEEQAT-E-IMAM AHMAD RAZA ISLAMABAD

"THE LIGHT"

By: Dr. Muhammad Masud Ahmad

Tra: Prof. M-A Qadir

P: 32 Rs: 20/=

Pub: IDARA-I-TAHQEEQAT-E-IMAM AHMAD RAZA **ISLAMABAD**

"الکتاب التذکاری" (عربی)

(مولانا الامام احمد رضا خاں)

اعداد و تقویم...... دکتور حازم محمد محفوظ

الورق...... ۳۳۰ ناشر...... دار الاتحاد قاہرہ، مصر (ت ۲۹۵۶۸۱)

"التعظیم والتوقیر"

المولف...... دکتور محمد مسعود احمد

ترجمہ...... دکتور مفتی محمد مکرم احمد

الورق...... ۳۲ الثمن...... =/15 روفیہ باکستانی

الناشر...... الرابطہ انترنیشنل، کراتشی۔

یطلب من المختار ببلی کیشنز، ۲۵، جافان مینشن ریگل جوک، صدر، کراتشی

"مسائل وضو" (تبیان الوضوء)

تصنیف...... اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی

صفحات...... 16 (آرٹ کارڈ رنگین سرورق) ہدیہ...... =/10

ناشر...... دار الرضا، مسلم کتابوی دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور۔

"رحمت عالم اور دیدار الٰہی"

مصنف...... امام احمد رضا محدث بریلوی

ترتیب نو...... اقبال احمد اختر القادری

صفحات...... 16 ہدیہ...... =/4 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر...... ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا، کراچی

"تذکرہ ائمۂ اربعہ"

از...... مولانا اختر حسین فیضی مصباحی

تقدیم...... مفتی عبدالمبین نعمانی

صفحات...... 84 ہدیہ...... =/15 روپیہ ڈاک ٹکٹ

ناشر...... رضا اکیڈمی، مسجد رضا، محبوب روڈ، چاہ میراں، لاہور

"آیت الکرسی کے معنٰی و فضائل"

از...... علامہ جلال الدین سیوطی

مترجم...... مولانا محمد حسن قاندرانی

صفحات...... 48 ہدیہ...... درج نہیں

پتہ...... جامع مسجد صدیق اکبر (پارک مسجد) تلک چاڑی، حیدر آباد۔

دور ونزدیک سے

علامہ عبید الرحمن رضوی
(دارالعلوم ضیاء الاسلام، کانپور، انڈیا)

الحمدللہ رسالہ "معارف رضا" پابندی کے ساتھ موصول ہو رہا ہے ہم آپ حضرات کے مشکور ہیں، مدرسہ میں سبھی کو شدت سے رسالہ "معارف رضا" کا انتظار رہتا ہے جس کے ہاتھ لگتا ہے وہ ایک ہی نشست میں پورا ختم کر کے دوسرے کو دیتا ہے۔ اتنا دیدہ زیب معیاری عنوانات کے ساتھ ہندوستان تو کیا کہیں بھی تعارف رضا کے متعلق سے کوئی رسالہ نہیں نکلتا ہوگا۔

محمد عمران رضا خاں منانی
(نائب مہتمم، جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی، انڈیا)

ماہنامہ "معارف رضا" پابندی سے موصول رہا ہے یاد آوری کا شکریہ۔ رسالہ کیا ہے ایک مہکتا گلدستہ ہے ماشاء اللہ مضامین کا انتخاب اچھا رہتا ہے رضویات پر آپ کا ادارہ خوب سے خوب تر کام کر رہا ہے مولیٰ تعالیٰ مزید ترقی واستحکام عطا فرمائے (آمین)

اقبال احمد نوری (بریلی، انڈیا)

آپ کا خط اور پارسل ملا "معارف رضا" کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی۔ فوز مبین در رد حرکت زمین، معین مبین اور فتاویٰ رضویہ کی جلد چہارم میں وقت صبح صادق کے ثبوت میں جو رسالہ ہے ان سب کا انگریزی ترجمہ کرالیا ہے۔ "آفتاب برج" کی اشاعت کا شکریہ، مرسلہ ۱۰ ارکاپیاں مل گئی ہیں۔

ڈاکٹر فاروق احمد صدیقی
(بہار یونیورسٹی، مظفر پور، انڈیا)

"معارف رضا" پابندی سے مل رہا ہے تازہ شمارہ جنت نگاہ بنا خصوصی شمارہ کا کیا کہنا، اس کے جملہ مضامین و مشتملات فکر انگیز اور بصیرت افروز ہیں امام احمد رضا کی تحریر "المیلاد النبویہ" کے مطالعہ سے ایمان کے گلشن میں بہار آگئی، ڈاکٹر مسعود صاحب کا مضمون دنیائے عرب کے حوالے سے بہت ہی معلوماتی ہے، علامہ مبارک حسین مصباحی نے اپنے مضمون میں بناسپتی پیروں کی خوب خبر لی ہے۔ ماسٹر سلیم اللہ جندران اور ڈاکٹر محمد مالک نے نئے عنوانات کا انتخاب کر کے کئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ہے۔ جولائی کے شمارہ میں ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری کا مقالہ "روح نفس اور قلب" رسالہ کی جان ہے ان کا انداز تحریر قاری کو آخر تک پڑھنے پر مجبور کرتا ہے ان کے قلم میں ڈاکٹر محمد مسعود احمد کی جھلک نظر آتی ہے۔ ڈاکٹر مجید اللہ قادری کے جدید عنوانات پر مقالات بھی خاصے کی چیز ہیں۔

ڈاکٹر سفیر اختر (انسٹی ٹیوٹ آف پولیسی اسٹڈیز، اسلام آباد)

"معارف رضا" پیش نظر ہے جناب محمد بہاء الدین شاہ کے مقالہ کی آخری قسط سے محظوظ ہوا۔ ایک معلومات افزاء تحریر پڑھنے کو ملی اس کی بقیہ تین اقساط بھی پڑھنے کو جی چاہتا ہے۔ الگ ڈاک سے "نقطہ و نظر" کا تازہ شمارہ مرسل ہے۔ "آفتاب برج" کا ایک نسخہ عنایت فرما کر نوازیں۔

چیف ایڈیٹر مجلہ "النظامیہ" لاہور

آپ کا ماہانہ رسالہ "معارف رضا" باقاعدگی سے مل رہا ہے جو حسن ترتیب، تحقیقی مضامین اور حالات حاضرہ پر تبصرہ کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے طلباء بڑے ذوق سے رسالہ کا مطالعہ کرتے ہیں اور بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جس میں تحریر کی اہمیت مسلم ہے، جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور نے بھی مجلہ "النظامیہ" کے نام سے ماہانہ جاری کیا ہے۔